شریعت

جلد۱ شعبان ۱۴۳۳ جولائی ۲۰۱۲ شمارہ۴

نیٹو اپنے افواج کو مزید مفلوج ہونے سے بچائے

البدر والفاروق

قاتل ذرائع ابلاغ

جہاد میں راز کی حفاظت

ملا محمد ربانی رحمہ اللہ

افغان جنگ اور نیٹو کا حالیہ اعتراف

فرمان نبی کریم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال
رسول الله صلی الله علیه وسلم: ان الله
لاینظرالیٰ اجسامکم ولاالیٰ صورکم ولکن
ینظرالیٰ قلوبکم واعمالکم۔[رواہ مسلم]

سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں اور صورتوں کو نہیں دیکھتے بلکہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کو دیکھتے ہیں۔

یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے اجسام اور صورتوں کی خوبصورتی کو نہیں دیکھتے بلکہ وہ تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کی خوب صورتی کو دیکھتے ہیں کہ تمہارے دل اور اعمال میں اخلاص اور للّٰہیت کتنی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد ترجمان اردو ماہنامہ

شریعت

ماہنامہ شریعت امارت اسلامیہ کا واحد دینی، ثقافتی اور سیاسی مجلہ ہے۔ جسے امارت اسلامیہ کا میڈیا اور ثقافتی کمیشن چلا رہا ہے۔

ماہنامہ شریعت افغانستان میں جاری کشمکش، حالات و واقعات اور مظلوم افغانوں پر روا رکھے جانے والے ظلموں کی سچی عکاس ہے۔

جلد ۱ شعبان ۱۴۳۳ جولائی ۲۰۱۲ شمارہ ۴

اس شمارے میں

- نیٹو اپنی فوج کو مزید مفلوج ہونے سے بچائے ۲
- البدر والفاروق ۴
- مولوی رحمت اللہ سے ایک ملاقات ۶
- تعلیمی اداروں کے سلسلے میں امارت اسلامیہ کا مؤقف ۱۰
- مرحوم وزیر اعظم ملا محمد ربانی رحمہ اللہ ۱۲
- شہدائے ملت ۱۶
- صحرا باغ کے مقام پر حقیقت میں کیا گزری؟ ۱۹
- افغان جنگ اور نیٹو کا حالیہ اعتراف ۲۲
- کابل آپریشن ایک نگاہ میں۔ ۲۳
- موجودہ صلیبی جنگ سے امریکی عزائم ۲۴
- قاتل ذرائع ابلاغ ۲۶
- افغانستان مئی کے مہینے میں ۲۸
- ہم راہ جہاد میں کیوں نکلے؟ ۳۱
- جہاد میں راز کی حفاظت ۳۵
- امریکی عالمی نمبرداری کو افغانی دھچکا ۳۹
- بے حسی یا بے ضمیری؟ ۴۲
- جدول ماہ رجب۔ ۴۴

مدیر اعلیٰ: ولید افغان

نائب مدیر: سلیمان غوری

مجلس مشاورت

ڈاکٹر ہارون

شمس ابدالی

ملا اسد افغان

فرہاد ہروی

استاد فریدون

قیمت فی شمارہ: ۳۰ روپے

خط و کتابت کے لئے برقی پتہ

shariatmagazine@yahoo.com

انٹرنیٹ ایڈیشن کے لئے ملاحظہ کریں۔

www.shahamat-urdu.com

ڈیزائننگ: سلمان بدر

نیٹو اپنی فوج کو مزید مفلوج ہونے سے بچائے!

مدیر اعلیٰ کے قلم سے

جی ہاں! یہ بات ایک اٹل حقیقت ہے کہ فتح اور کامرانی ہمیشہ حق وصداقت کے حصے میں آتی ہے اور شکست وریخت باطل کی قسمت میں لکھی ہے چاہے وہ کتنا ہی بڑا اور طاقتور کیوں نہ ہو یہی اللہ تعالیٰ کی سچی کتاب قرآن کریم کا فیصلہ بھی ہے کہ " ان الباطل کان زھوقا " ہم تسلیم کرتے ہیں اور تاریخ بھی بتاتی ہے کہ دنیا میں باطل قوتیں اکثر وبیشتر بڑے کرّ وفر کے ساتھ میدان میں آئی ہیں، کئی چھوٹی اور بے بس قوموں کو محکوم بنایا ہے، بستیوں کے بستیاں اجاڑ کر کے رکھ دی ہیں، بسے بسائے شہروں کو کنڈرات میں تبدیل کر دیا ہے، ہنستے بستے، مسکراتے گھرانوں کو تباہ وبرباد کیا ہے، حکومتوں کو زیر نگیں کیا ہے، بڑے بڑے قیمتی خزانوں کو لوٹا ہے، اور اپنے لاؤ لشکر، مالی وسائل اور مال ودولت پر غرور کے انتہا تک پہنچے ہوئے ہیں یہاں تک، خدائی کا دعویٰ کر بیٹھے ہیں، اور اپنے جیسے انسانوں کو اپنی عبادت اور غلامی پر مجبور کیا ہے، لیکن ان ساری باتوں کے باوجود باطل کے ہاتھ کبھی بھی آخری فتح وکامرانی سے ظفریاب نہیں ہوئے بلکہ یہ باطل قوتوں کی پرانی روش رہی ہے کہ وقت آنے پر انہوں نے حق وصداقت کے مقابلے میں اپنی کمزوری اور ناتوانی کا اعتراف کھلے دل سے کیا ہے۔

تاریخ کے صفحات ان کے شکستوں اور بعدازاں ان کی کمزوری اور ناتوانی کے اعترافات کی مثالوں سے بھرے پڑے ہیں اور اس کی زندہ مثال ہمارے پیارے وطن افغانستان میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے، جہاں مالی، مادی اور جدید وسائل سے محروم نہتے مجاہدین کے مقابلے میں باطل قوتیں تین مرتبہ عبرتناک شکست سے دوچار ہوچکی ہیں:

پہلی بار، جب برطانوی استعمار نے افغانستان کے غیور عوام پر ہلہ بول دیا تھا، ان پر اپنی دھاک بٹھانے کی کوشش تھی اس پاک سرزمین پر اپنے ناپاک جھنڈے گاڑنے کے خواب دیکھے تھے لیکن انہیں ان خوابوں کی ایسی بھیانک تعبیر ملی کہ وہ اس قسم کے خواب ہی دیکھنا بھول گئے اور ہمیشہ کی طرح اس بار بھی شکست ان کا مقدر بن کر رہ گئی۔

دوسری بار............جب اپنی طاقت کے نشے میں چور سرخ ریچھ آنکھیں بند کر کے افغان عوام کو پامال کرنے آدھمکا، لاکھوں بچوں کو یتیم اور خواتین کے سرتاج چھین لئے، لاکھوں ماؤں کے امید اور سہاروں کو....لیکن بالآخر اس کے قدم بھی اکھڑ گئے اور وہ اپنی تمام تر آرزوئیں تمنائیں دل ہی دل میں لئے دم دبا کر بھاگ نکلنے میں کامیاب ہوا اور اب تک اپنے زخموں کا چاٹ رہا ہے۔

تیسری بار........سفید ہاتھی امریکہ کی قیادت میں غاصب مغربی اتحاد جو افغان سرزمین کو چند گھنٹوں کی فتح کرنے کا ارادہ لے کر آئے تھے لیکن ان کے یہ چند گھنٹے دس سال کا طویل عرصہ گزر جانے کے بعد بھی پورے نہ ہوئے اور اور وہ افغان سرزمین کو دلدل کہہ کر راہ فرار تلاش کرنے کی فکر میں ہے۔

آخرالذکر گروہ جب افغانستان پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہا تھا پھر جب اس نے نہتے اور غیر مسلح افغان عوام ڈیزی کٹر بموں کی بارش کردی اور پھر جب وہ اپنی مکاری اور طاقت کے بل بوتے پر اپنے گمان میں افغانستان پر قابض ہوا۔ان تینوں حالتوں میں کامل ایمان اور مضبوط عقیدہ کے حامل لوگوں کا کہنا تھا کہ امریکہ کا یہ غلبہ وقتی ہے اور امریکی اور اس کے اتحادیوں کا انجام روس سے بھی بدتر اور بھیانک ہوگا۔انجام کار کامیابی وکامرانی مسلمان مجاہدین کی مقدر ہوگی۔

اس کے مقابلے میں مادی وسائل پر یقین رکھنے والے وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی قدرت اور طاقت سے ناواقف تھے .احساس کمتری کا شکار ہونے کی وجہ سے امریکہ کو خدائی کا درجہ دے بیٹھے تھے، جو امریکہ اور اس کی جدید ٹیکنالوجی کو ناقابل شکست خیال کرتے تھے اور اپنی شاندار ماضی سے بے خبر امریکہ کے گن گاتے نہیں تھکتے ۔وہ لوگ نہتے ،غیر مسلح ،منافقت بھری سیاست سے نا آشنا جدید ٹیکنالوجی سے محروم گنتی کے چند سر پھرے نوجوانوں کا امریکہ جیسی ’’عالمی‘‘ طاقت کو شکست سے دوچار کرنا حماقت اور پاگل پن ہے ۔وہ سمجھتے تھے کہ سمجھداری کا تقاضا یہ ہے کہ امریکہ کی ہر بات ہر جائز ناجائز مطالبہ بلا چوں وچراں مان کر اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا جائے۔

ان کا کہنا تھا کہ طالبان پاگل ہیں جو امریکہ کا مقابلہ کرنے نکلے ہیں امریکہ کے ساتھ ان کا مقابلہ کرنا گویا کہ چیونٹی کا ہاتھی کو میدان میں آنے کی چیلنج دینا ہے۔ لیکن یہ امریکا کی ’’عظیم طاقت‘‘ سے نا آشنا ہیں جس کا اندازہ انہیں تب ہی ہوگا جب وہ امریکہ کی طاقت کو دیکھ لیں گے۔

جی ہاں !یہ بات بالکل بجا ہے کہ طالبان دیوانے تھے لیکن یہ دیوانگی عام دیوانگی نہیں بلکہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی عظمت اور دھاک دنیا پر بٹھانے کی دیوانگی تھی یہ وہ دیوانگی تھی جو بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتی ہے۔ یہ بات بھی مسلم ہے کہ طالبان جو جدید ٹیکنالوجی اور جدید اسلحہ کی عدم دستیابی کی وجہ سے امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے مقابلے میں کچھ بھی نہ تھے لیکن وہ مضبوط ایمانی قوت یقین اور اپنے رب ذوالجلال کی مدد اور تائید سے مکمل طور پر آراستہ و پیراستہ تھے۔ایک ایسی قوت جس کے سامنے دنیا بھر کی قوتیں ہیچ ثابت ہوتی ہیں،ایسی تائید جس کا مقابلہ دنیا کی کوئی طاقت نہیں کر سکتی۔

دنیا طالبان کو نادان سمجھ رہی تھی لیکن حقیقت میں وہ بڑے صاحب فراست وبصیرت تھے،وہ بڑے دور اندیش اور حالات کی دھار کو سمجھنے کی اعلیٰ صلاحیتوں کے مالک تھے...یہی وجہ ہے کہ افغانستان میں امریکہ اور اس کے پٹوؤں کے ساتھ وہی کچھ ہوا جس کی پیشین گوئی طالبان نے امریکہ کی آمد پر کی تھی۔

دنیا نے اور دیکھ رہی ہے کہ وہ عالمی قوتیں جو چند ہی دنوں میں طالبان کا نام صفحہ ہستی سے مٹانے کے ناپاک عزائم لے کر دوڑے دوڑے چلے آئے تھے وہ دس برس گزرنے کے باوجود نہ صرف یہ کہ طالبان کو شکست دینے میں ناکام رہے بلکہ خود ہی شکست خوردہ ہو کر اس مقام تک پہنچ چکے ہیں کہ آج چیخ چیخ کر شکست کا اعتراف کر رہے ہیں اور خطیر مالی نقصانات کے ساتھ ساتھ اتنے جانی نقصانات سے دوچار ہو گئے ہیں کہ لاکھ کوششوں کے باوجود ان کا پوشیدہ رکھنا ان کے لئے تقریباً ناممکن رہا اور انہیں اعتراف شکست کے علاوہ کوئی راہ دکھائی نہیں دی تو لاچار ہو کر نیٹو افواج نے اعتراف کیا کہ اس جنگ میں ہمارے ایک لاکھ ترپن ہزار فوجی زخمی ہو کر معذور، مفلوج اور ہمیشہ کے لئے بے کار ہو چکے ہیں۔اب جب کہ زخمی ہو کر مفلوج ہونے والوں کی تعداد ان کے بقول اتنی ہے۔البتہ موت کے بعد امریکہ لے جانے والوں کی تعداد بہت کم ہے کیونکہ امریکی افواج میں شامل حرام کی پیداوار فوجی مرنے کے بعد سمندر برد کئے جاتے ہیں۔امریکہ صرف انہی فوجیوں کی لاشیں جاتی ہیں جن کا باپ یا ماں موجود ہو۔ بہر حال مرنے والوں اور زخمی ہو کر بے کار ہو جانے والوں کی اصل تعداد تب معلوم ہوگی جب یہ عالمی خونخوار بھیڑیے شکست کھا کر بھاگ جائیں گے اور نیٹو میں خدمات سرانجام دینے والے جرنیل ریٹائرڈ ہو کر اپنی سرگزشت لکھیں گے تو وہ افغانستان میں کام آنے والے نیٹو فوجیوں کی صحیح اور درست تعداد بھی لکھیں گے۔

دلدل میں پھنس کر دن بہ دن ہلاکتوں میں اضافوں اور مالی نقصانات کی زیادتی کے پیش نظر امریکہ اور اس کے اتحادی ممالک کو چاہئے کہ اس دورازکار جنگ کو بند کر دے............افغانستان کی خودمختاری اور افغان عوام کی آزاد طبعی کو تسلیم کرے اپنی عوام اور رعایا پر رحم کرے اور اپنی فوج کو مزید مفلوج اور معذور بنانے سے بچائے۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو ! آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

البدر اور الفاروق

ملا عبدالرحمٰن اخوند

میں نے اپنے بڑوں سے سُنا ہے کہ نام میں بڑی تاثیر ہوتی ہے۔ کسی بزرگ، کسی ولی یا کسی خاص شخصیت کے نام پر نام رکھنا بڑا ہی معنی خیز ہوتا ہے۔ اکثر دیکھنے اور سننے میں آیا ہے کہ فلاں کی پیدائش پر اس کا نام فلاں ہستی کے نام پر رکھا گیا ہے۔ بعدازاں اس کا پھل اس طور پر دیکھنے اور سننے میں آیا کہ وہ نومولود بڑا ہو کر اسی ہستی کے جیسے قابلِ قدر اور لائقِ التفات کارہائے نمایاں انجام دے رہا تھا۔ میری اس بات کی تصدیق اپنے گرد وپیش کے ایسے ہی کرداروں پر ایک طائرانہ نظر ڈال کر کی جاسکتی ہے۔ ایسی مماثلتیں کبھی تو اتفاقی ہوتی ہیں اور کبھی سوچی سمجھی۔

طالبان نے عرصہ دس برس سے امریکا کی مٹی خوب پلید کی ہے۔ اب انہوں نے بزرگوں کی باتوں اور سرمایہ حیات کہلائے جانے والے تجربوں پر عمل پیرا ہوتے ہوئے نام کی تاثیر کو بھی بروئے کار لانا شروع کر دیا ہے۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ وہ شاعرِ مشرق علامہ محمد اقبالؒ کی نصیحت پر ایک انوکھے انداز سے عمل پیرا ہو رہے ہیں۔ فضائے بدر کا سا ایمان تو پہلے ہی ان کے سینوں میں پیدا ہو کر مچل رہا تھا، جس کی وجہ سے نوری فرشتے بھی قطار اندر قطار ان کی مدد کو آسمانوں سے اتر رہے ہیں۔ انھوں نے اس کے ساتھ ساتھ اپنے دل آویز جہادی معرکوں اور فتح خیز جنگی کاروائیوں کا نام بھی ''البدر'' رکھ لیا تھا۔ یہ قابل داد سوچ اور قابلِ تحسین فکر سونے پہ سہاگہ ہوگئی۔ جو کام مہینوں کا تھا، وہ اس بابرکت نام کی تاثیر کی وجہ سے ہفتوں میں انجام پانے لگا ہے۔

دیکھئے ناں! غزوہ بدر اور ''البدر آپریشن'' میں کتنی حیرت انگیز مناسبت ہے۔ کام بھی وہی ہے اور نام بھی وہی اگر کچھ بدلا ہے تو صرف اتنا کہ حجازیوں کی جگہ افغانیوں نے لے لی ہے۔ باقی سب وہی ہے۔ وہ اِن کے خوش بخت آباء تھے اور یہ اُن کے سعادت مند ابناء ہیں۔ اُن کا مقصد بھی خدا کی زمین پر خدا کا نظام نافذ کرنا تھا اور ان کا مطلب بھی شریعت محمدی کا نفاذ ہے۔

اُن کا منشاء بھی کفر کی دیوار ڈھا کر اسلام کی عمارت کھڑی کرنا تھا اور ان کا مقصود بھی ہر سَمت خدا کی خدائی کا پرچار کرنا ہے۔ اُن کو اِن سے رشتہ ہے اور اِن کو ان سے تعلق ہے۔ ایک نکتہ ہے ''اَن لَّا نَعبُدَ اِلَّا الله'' (کہ ہم صرف اور صرف اللہ ہی کی بندگی کریں گے۔) اس پوائنٹ نے چودہ سو تینتیس سال پہلے کے اور سوا چودہ صدیاں بعد کے مسلمانوں کو ایک ایسا مقصد دیا ہے، جس نے دونوں کی زندگی کا دھارا اس بات کی طرف موڑ دیا ہے کہ ''ہم بندوں کو بندوں کی عبادت سے نکال کر خدا کی بندگی کی طرف لے آئیں۔''

> اب انشاء اللہ وہ دن دور نہیں، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فتوحات کی یاد تازہ ہو جائے گی۔ اور عمر ثالث کا لقب پانے والے کی حکمرانی میں کئی ہزار مربع میل کی سلطنت میں دنیا پر کوئی ظالم اپنا ظلم نہیں ڈھا سکے گا۔ کوئی درندہ کسی بکری کو پھاڑ نہیں کھائے گا۔ دونوں ایک ہی گھاٹ پر پانی پیتے ہوئے انصاف کی فراوانی کو یوں آشکارا کر رہے ہوں گے، جیسے سورج دنیا کی ہر چیز کو نگاہوں کے سامنے واضح اور عیاں کر دیتا ہے۔

غزوہ بدر میں جو ۷۰ کافر مارے گئے تھے، ان میں سے اکثر بڑے بڑے سردار اور اہم امراء تھے۔ جیسے: عتبہ، شیبہ، ولید، حنظلہ بن ابی سفیان اور ابوجہل وغیرہ۔ اسی طرح ان کافروں کو عددی برتری اور اسلحے کی بھرپور مقدار اور پھر دنیائے کفر کی حوصلہ افزاء حمایت حاصل تھی، لیکن اس سب کے باوجود وہ شکست سے دوچار ہوگئے اور مسلمانوں نے اپنی فوجی اور اسلحہ کی کسمپرسی کے باوجود ایسی فتح حاصل کی اور کافروں کو ایسے زخم لگائے، جس کے گہرے گھاؤ پر مرہم پٹی کے لیے احد کا مقتل سجایا گیا۔

اسی طرح میرے بھائی اور میرے وطن کے سجیلے جوانوں نے اپنے

آباء واجداد جیسے کام سرانجام دینے کے لیے ۲۰۱۱ء میں ''البدر'' کے پرتاثیر نام سے اپنی عملیات کو جاری کیا تھا جس کے نتیجے میں بڑی مماثلتیں پیدا ہوئی ہیں۔ اور بڑے بڑے سورما پیوندِ خاک کیے گئے ہیں۔ مثلاً: خان محمد D.I.G قندھار اپنے دفتر میں تشریف رکھتے تھے کہ ایک فدائی مجاہد نے اس کو قبر میں تشریف فرما ہونے کے لیے موت کی وادی میں دھکیل دیا۔ اسی طرح جناب کرزئی کا چھوٹا بھائی ایک ''طالب'' کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اترا۔ موصوف قندہار کی صوبائی اسمبلی کا سربراہ اور C.I.A کا ایجنٹ بھی تھا۔ اس ظالم نے غریب عوام کی زمینوں پر یوں قبضہ جما رکھا تھا جیسے باپ کی وراثت میں ملی ہوں۔ اسی طرح ''البدر'' میں امریکیوں کا غلامِ خاص جنرل داؤد بھی عدم کا راہی بن چکا ہے۔ آں جناب افغانوں کو قتل کرنے اور امریکیوں کو راستہ بتلانے کا کام بھی خوبی سے انجام دیتا تھا۔

اسی طرز پر کابل کے کانٹنل ہوٹل میں فدائی مجاہدین نے گھس کر امریکیوں کے اوسان خطا کیے رکھے تھے۔ کابل گرین ولیج میں بھی فدائی داخل ہو کر دوبہ دو مقابلے میں لگے رہے۔ اور اوباما کے کتنے ہی کتوں کو موت کی نیند سلا دیا۔ حالانکہ ۲۰۱۱ء کے شروع میں صدرِ امریکا نے پیش گوئی کی تھی کہ اس سال طالبان کا خاتمہ کر دیں گے، لیکن حقیقت کیا ہے؟ وہ خود چیخ چیخ کر اپنا آپ ظاہر کر رہی ہے۔ گزشتہ سال تو طالبان نے ایسے ایسے حملے کئے کہ کئی جگہوں سے اتحادیوں کو پسپا کر کے وہاں قبضہ کر لیا ہے۔

اس تمام صورتِ حال کو دیکھ کر اب میرا وجدان کہہ رہا ہے کہ ''البدر'' آپریشن کے اس معنی خیز اور ثمر آور معرکے میں کسی ''عفراء'' کے بیٹوں معاذ اور معوذ نے اپنے ہاتھوں میں اپنے قد سے بھی لمبی رائفلیں تھامے کسی عبدالرحمٰن بن عوف سے ضرور پوچھا ہوگا: '

' چچا جان موجودہ کافروں کا ابوجہل کہاں ہے؟ کیوں کہ ہم نے سنا ہے کہ وہ اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام نافذ کرنے میں رکاوٹیں ڈال رہا ہے۔'' پھر اس چچا نے بتایا ہوگا: وہ رہا تمہارا مطلوب! پھر وہ دونوں زمین پر گھسٹتی ہوئی بندوقوں کے ساتھ بھاگ کر وقت کے ابوجہل پر بعینہ اسی طرح جھپٹے ہوں گے اور اس کو مار مار کر نڈھال کر دیا ہوگا۔

پھر ''البدر'' کے اختتام پر کوئی عبداللہ بن مسعود دشمنوں کی لاشوں پر گزرا ہوگا اور اس نے ابوجہل کے سینے پر چڑھ کر اس کے تڑپتے لاشے کو ہمیشہ کے لیے ٹھنڈا کر دیا ہوگا۔ اور یوں ایک عظیم معرکہ کئی اسلام دشمنوں کو کیفرِ کردار تک پہنچا کر اختتام پذیر ہو گیا۔ جس میں فتح طالبان کا اور شکست غداروں اور دشمنوں کا مقدر بنی۔

اسلامی امارت کمانڈ نے ''البدر'' نام رکھ کر اس کی تاثیر اور طاقت کو دیکھ کر دوسری عملیات کا نام ایک عظیم راہ نما اور مجاہد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نام پر رکھا ہے۔ یہ ایک ایسا نام ہے، جس کو سن کر دشمن تھرتھراتا ہے۔ اور اس کا دماغ شدتِ خوف سے ماؤف ہونے لگتا ہے۔ اس کی تاثیر کا یہ عالم ہے کہ اوباما رات کی تاریکی میں غیر اعلانیہ طور پر کابل آیا اور طالبان کے خوف ناک حملوں کی شدت کو برداشت نہ کر سکا اور ''اسپ تازی'' کی طرح شباشب در امریکا رفتہ بود۔ جس پر پوری دنیا میں امریکا کی خوب جگ ہنسائی ہوئی۔ پھر کابل کی قیامت خیز کارروائی نے تو امریکی طاقت کی چولیں ہلا کر یوں رکھ دی ہیں کہ اب وہ قیصر و کسریٰ کی طرح اٹھنے کی سکت ہی نہیں رکھتا۔

یہ سب ''الفاروق'' کی وہ طاقت، وہ رعب اور وہ دبدبہ ہے، جو اللہ نے خلیفہ ثانی فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے مزاج میں پیدا فرما کر کفار کی گھگھی بندھوا دی تھی۔

اب انشاء اللہ وہ دن دور نہیں، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فتوحات کی یاد تازہ ہو جائے گی۔ اور عمر ثالث کا لقب پانے والے کی حکمرانی میں کئی ہزار مربع میل کی سلطنت میں دنیا پر کوئی ظالم اپنا ظلم نہیں ڈھا سکے گا۔ کوئی درندہ کسی بکری کو چھاڑ نہیں کھائے گا۔ دونوں ایک ہی گھاٹ پر پانی پیتے ہوئے انصاف کی فراوانی کو یوں آشکارا کر رہے ہوں گے، جیسے سورج دنیا کی ہر چیز کو نگاہوں کے سامنے واضح اور عیاں کر دیتا ہے۔

یہ ہیں ''البدر'' اور ''الفاروق'' نام کے وہ دلربا معرکے، جنہوں نے کفر کی ناک میں دم کر رکھا ہے۔

☆......☆......☆

صوبہ غزنی کے جہادی امور کے سربراہ

مولوی رحمت اللہ صاحب

سے ایک ملاقات

ملاقات:

ترجمہ:

صوبہ غزنی کا شمار افغانستان کے مرکزی صوبوں میں ہوتا ہے جو لوگر، میدان وردگ، بامیان، دایکنڈی، اروزگان، زابل، پکتیکا اور پکتیا صوبوں کے درمیان واقع ہے، صوبہ غزنی افغانستان کا ایک تاریخی صوبہ ہے جو گنجان آبادی پر مشتمل ہے۔

یہ صوبہ سترہ اضلاع پر مشتمل ہے اور اس کا مرکز غزنی شہر ہے جس کا شمار افغانستان کے اہم شہروں میں ہوتا ہے۔ مولوی رحمت اللہ صاحب کا تعلق صوبہ غزنی کے مرکز سے ہے۔ آپ کافی عرصے سے صوبہ غزنی میں امارت اسلامیہ کی طرف سے جہادی امور کی نگرانی کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں نیز جہادی امور کا آپ ایک طویل تجربہ رکھتے ہیں، اس سے پہلے آپ ایک طویل عرصے تک صوبہ غزنی کے ایک بڑے جہادی محاذ کی کمانڈ کرتے رہے ہیں پھر اس کے بعد کچھ عرصہ تک صوبہ غزنی کے مشیر کی حیثیت سے بھی آپ نے فرائض سرانجام دیئے۔

صوبہ غزنی میں جاری جہادی کاروائیوں اور دشمن کو پہنچائے جانے والے نقصانات کے بارے میں ''شریعت'' کے نمائندہ کی ایک تفصیلی نشست ہوئی جس میں ہونے والی گفتگو قارئین کے لئے پیش خدمت ہے۔

سوال: محترم مولوی صاحب! سب سے پہلے ہم اس ملاقات کیلئے آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں، اس کے بعد آپ سے درخواست ہے کہ صوبہ غزنی میں جاری جہادی کاروائیوں کے بارے میں ہمیں تفصیل فراہم کریں کہ وہاں دشمن کے خلاف جاری کاروائیوں کی آج کل کیا صورت حال ہے

جواب: الحمد لاھلہ والصلوۃ علی اھلھا أما بعد:

صوبہ غزنی میں مجاہدین کی جانب سے جاری کارروائیوں کے بارے میں، آپ کو مختصر بتانا چاہوں گا کہ وہاں سترہ اضلاع میں سے ضلع نادر، مالستان، جاغوری کے مرکز اور اس کے علاوہ باقی چودہ اضلاع میں عملاً مجاہدین کی موجودگی اور منظم عملیات مسلسل جاری ہیں۔

ان اضلاع میں ضلع نادہ وہ ضلع ہے جو مکمل طور پر مجاہدین کے کنٹرول میں ہے اور یہاں سے دشمن کا مکمل صفایا ہو چکا ہے۔ باقی اضلاع میں سے ضلع زنہ خان، رشیدان اور گیڑو وہ اضلاع ہیں جہاں دشمن مکمل طور پر مجاہدین کے محاصرے میں گھرا ہوا ہے۔ ان مذکورہ بالا تین اضلاع میں دشمن کو ساری رسد ہوائی راستے سے فراہم کی جارہی ہے جبکہ زمینی راستہ سے مجاہدین کی رکاوٹ کی وجہ سے ان کیلئے فراہمی ناممکن ہے۔

باقی رہا مرکز اور دیگر اضلاع جیسا کہ انڈر، دھیک، خواجہ عمری، خوگ پانی، قرہ باغ، آب بند، گیلان اور مقر تو ان کے بارے میں آپ کو بتاتا چلوں کہ ان علاقوں کا ساٹھ فیصد سے زائد رقبہ مکمل طور پر مجاہدین کے زیر کنٹرول ہے، یہاں تک کہ ان میں کچھ اضلاع ایسے بھی ہیں جہاں دشمن کا صرف دس فیصد علاقے پر کنٹرول ہے۔

سوال: صوبہ غزنی میں دشمن کی موجودگی کے بارے میں ہمارے قارئین کے لئے کچھ معلومات فراہم کیجئے کہ وہاں دشمن کتنی تعداد میں موجود ہے اور وہ کن صورتحال سے دوچار ہے۔

جواب: ہماری اطلاعات کے مطابق صوبہ غزنی میں تقریباً دس ہزار غیر ملکی فوجی موجود ہیں جن میں سے ڈھائی ہزار تو پولینڈ کے فوجی ہیں اور باقی آٹھ ہزار امریکی ہیں۔ بہت سے علاقوں میں ان کے ٹھکانے موجود ہیں جس میں سے زیادہ تر ان اضلاع کے مرکزی مقامات پر واقع ہیں۔ صوبہ غزنی میں ان کے بڑے ٹھکانے تین ہیں ایک مرکز کے مغربی جانب، دوسرا قرہ باغ کے دگومیشک کے مقام پر جبکہ تیسرا گیلان کے مرکز میں واقع ہے۔

اگر مجموعی اعتبار سے دیکھا جائے تو صوبہ غزنی کے قرہ باغ، انڈر، گیلان اور دھیک کے مقامات پر دشمن کی موجودگی وسیع پیمانے پر ہے

۔لیکن باقی اضلاع میں صرف سمبولیک کے مقام پر دشمن کی موجودگی ہے جو صرف اس ضلع کی مقامی آبادی کی حفاظت کا ڈرامہ رچا کر یہاں ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں اور وہاں ان کے چند دفاعی چیک پوسٹ قائم ہیں، باقی سارے علاقے ان کے ناپاک وجود سے پاک ہیں۔

صوبہ غزنی کے مرکزی شہر کی صورتحال یہ ہے کہ اطراف کے سارے علاقے مجاہدین کے زیر کنٹرول ہیں جس کی وجہ سے مجاہدین شہر کے اندر بڑی آسانی سے اپنی کاروائیاں سرانجام دیتے ہیں، مثال کے طور پر شہر کے مغربی جانب دگوڈلی اھوگاڑان نامی گاؤں جو آدھے کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے ،اسی طرح مشرقی جانب خداداد گاؤں اور جنوب کی طرف سب سے قریبی گاؤں قلعہ امیر محمد خان یہ سارے علاقے مجاہدین کے زیر کنٹرول ہیں، جس کی وجہ سے دشمن ان میں آسانی سے داخل نہیں ہوسکتا۔

سوال: کچھ عرصہ پہلے امارت اسلامیہ کے قائدین کی جانب سے دشمن کے خلاف سال رواں کے الفاروق نامی آپریشن کے آغاز کا اعلان کیا گیا، اس بارے میں صوبہ غزنی میں اس آپریشن کی کیا صورتحال ہے؟۔

جواب: صوبہ غزنی میں الفاروق آپریشن کی کاروائیاں بڑی منظم اور وسیع پیمانے پر سرانجام دی گئیں۔ ہم نے پہلے ہی سے ان کاروائیوں کیلئے تیاری مکمل کرلی تھی چنانچہ جس دن کاروائی کا اعلان کیا گیا تو میری اپنی آنکھوں کا مشاہدہ ہے کہ اس دن مجاہدین نے صوبہ غزنی کے تمام اضلاع میں دشمن کے خلاف باقاعدہ کارروائیوں کا آغاز کرلیا، اور اس کے بعد بھی بغیر کسی وقفے کے مجاہدین کی یہ کاروائیاں اب تک جاری ہیں۔ ان کاروائیوں کے دوران مختلف اضلاع میں دشمن کے ٹینکوں کو بموں سے اڑا گیا، مثال کے طور پر خواجہ عمری کے مقام پر صرف چوبیس گھنٹوں میں دشمن کے چھ ٹینک اور قرہ باغ کے مقام پر آٹھ ٹینک ان کاروائیوں میں تباہ کئے گئے۔

صوبہ غزنی کے مرکزی شہر میں والی کے دفتر اور امن وآمان کے ذمہ دار پر بھی مجاہدین کی طرف سے باقاعدہ فائرنگ کی گئی، اسی طرح ضلع قرہ باغ میں امیر محمد خان نامی گاؤں کے مقام پر دشمن کا ایک ہیلی کاپٹر مجاہدین کی راکٹ کا نشانہ بنا جس میں دشمن ک کئی فوجی واصل جہنم ہوئے۔

کچھ عرصہ پہلے صوبہ غزنی میں ضلع انڈڑ اور ضلع دھیک کے مقام پر مجاہدین کے ہاتھوں دشمن کا ایک خطرناک منصوبہ ناکام ہوا جس میں انہوں نے مجاہدین کی جاسوسی کے لئے مقامی لوگوں کو بھرتی کرنا تھا۔

سوال: صوبہ غزنی کے قریب سے دشمن کے سپلائی کے دو اہم راستے گزرتے ہیں، جس میں سے ایک کابل سے قندھار کا راستہ ہے جبکہ دوسرا پکتیکا کے قریب سے گزرتا ہے، ان دونوں راستوں کو کنٹرول کرنے کیلئے آپ لوگوں نے کیا منصوبہ بندی کی ہے ؟

جواب: یقیناً یہ دونوں راستے دشمن کیلئے بڑی اہمیت کے حامل ہیں اسی وجہ سے ان دونوں راستوں پر ہماری توجہ زیادہ ہے۔ قندھار اور کابل کے راستے پر تو تقریباً ہر وقت دشمن پر دھماکے اور براہ راست فائرنگ کی جاتی ہے ،جبکہ غزنی شہر سے جب دشمن کا کوئی قافلہ نکلتا ہے تو اپسندی ،نوغی اور اس کے ساتھ لگے ہوئے انڈڑو کے دنائی مقام اور اسی طرح ملا نوح بابا کے علاقے ،قرہ باغ، گیلان اور مقر کے اضلاع میں میں بھی جگہ جگہ دشمن کے قافلوں کو نشانہ بنایا جاتا ہے جس کی وجہ سے انہیں شدید نقصانات اٹھانا پڑتے ہیں۔ اسی طرح پکتیا کے مقام پر بھی دشمن کے قافلے جگہ جگہ مجاہدین کی کاروائیوں کا نشانہ بنتے رہتے ہیں۔

حاصل یہ کہ ان دونوں راستوں پر دشمن کئی طرح کے جانی اور مالی نقصانات سے دوچار رہتا ہے اور ان کا کوئی بھی قافلہ صحیح سالم منزل مقصود تک نہیں پہنچ پاتا۔

سوال: آپ نے ضلع انڈڑ میں مقامی جاسوسوں کی بھرتی کی بات کی ،جبکہ اس کے بارے اخبارات نے مختلف رپورٹس شائع کئے ہیں۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ یہاں نئے اسلحہ بردار لوگ پیدا ہوگئے ہیں جو اپنے آپ کو مجاہدین ظاہر کررہے ہیں ،جبکہ پارلیمنٹ میں صوبہ غزنی کے پرانے نمائندے خیال محمد کا کہنا ہے کہ اس کے کہنے پر یہ مقامی لوگوں کا ایک لشکر ہے، اسی طرح کچھ اور لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ مقامی جاسوس ہیں، اس واقعہ کی اصلیت کے بارے میں کیا آپ ہمیں کچھ بتا سکتے ہیں؟

جواب :اس بارے میں آپ کو بتاتا چلوں کہ یہ اسلام دشمن قوتوں کا ایک شیطانی منصوبہ تھا جسے اللہ تعالی نے اپنے فضل وکرم سے مکمل طور پر ناکام بنادیا۔اس واقعہ کی اصل حقیقت یہ تھی کہ چند برس قبل صوبہ غزنی میں اغیار کے دوزرخرید غلاموں نے جن میں سے ایک سابقہ والی فیضان تھا اور دوسرا سابق رکن پارلیمنٹ ماموں جبار تھا، ان دونوں کی یہ کوشش تھی کہ کسی طرح صوبہ غزنی میں مقامی پولیس کا سسٹم نافذ کیا جائے جسے اربکیان بھی کہتے ہیں تاکہ یہ لوگ مجاہدین کی راہ میں مشکلات اور رکاوٹ پیدا کر سکیں لیکن ان کی کوششوں کا ابھی تک کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلا۔ ہماری معلومات کے مطابق صوبہ غزنی کے دوسابقہ حکومتی عہدے داروں اسداللہ خالد اور فیضان نے صوبہ غزنی میں موجود پولیس بنانے کا ٹھیکہ امریکہ سے لیا ۔گزشتہ موسم سرما میں جب اس علاقے میں مجاہدین کی موجودگی کم تھی انہوں نے اپنی کوششوں کا باقاعدہ آغاز کیا، اوراس منصوبہ پر بہت سا پیسہ خرچ کیا ،اس منصوبہ کے ذمہ دار خود فیضان اور اسداللہ خالد کے نمائندے کے طور پر مسعود غور بندی نامی ایک شخص تھا، انہوں نے غزنی شہر کے وسط میں فرخی نامی ہوٹل میں ایک دفتر کھولا ،لیکن لوگوں کو دھوکہ دینے کیلئے اس کے باہر ''دفتر حزب اسلامی'' کا بورڈ لگایا، چنانچہ یہاں سے انہوں نے ضلع اندڑو کے آس پاس واقع گاؤں دیہات اور دیگر علاقوں میں جیسا کہ گانڈہ پیر ،گوڈلی، قدم خیل، پاینڈی، صاحب خان اور عبدالرحیم جیسے علاقوں میں اپنے کام کا باقاعدہ آغاز کیا، ان مذکورہ علاقوں میں انہوں نے چیک پوسٹ بھی بنائے اور ساتھ ہی موٹر سائیکلوں پر باقاعدہ گشت کا آغاز بھی کر دیا۔

یہ لوگ مبینہ طور پر صوبہ غزنی کے مرکز کے جانب سے استعمال ہو رہے تھے اور ملک کے مختلف علاقوں سے ان کے پاس جنگ جوؤں کو بھیجا جانے لگا ۔یہ لوگ دن بہ دن پھیلتے جا رہے تھے اور ساتھ ہی انہوں نے مجاہدین کے خلاف ایک زہریلے پروپیگنڈے کا بھی آغاز کیا اور علی الاعلان یہ کہا کہ ہم کسی کو کرزئی حکومت کے اہل کاروں پر حملہ کرنے کی اجازت نہیں دیں گے یہ مذکورہ گاؤں کے لوگوں کو یہ دھوکہ دیتے رہیں کہ ہم مجاہدین ہیں لیکن عوام واضح طور پر دیکھ رہی تھی کہ انہوں نے گنڈہ پیر کے گاؤں میں سابقہ حکومتی عہدے دار فیضان کے قلعے میں اپنا چیک پوسٹ بنا یا ہوا ہے اور حکومت کی طرف سے انہیں ہر قسم کا راشن اور اسلحہ فراہم کیا جارہا ہے اس کے علاوہ انہوں نے بیس مسافر مجاہدین کو گرفتار کر کے حکومت کے سپرد کیا اسی طرح ایک دوسری کارروائی میں انہوں نے دو مجاہدین کو شہید اور تین کو زخمی کیا لیکن بعد میں مجاہدین کی کاروائیوں کے نتیجے میں زیادہ تر علاقہ ان سے خالی کردیا گیا اور ان کے اسلحہ اور سازوسامان کو مجاہدین مال غنیمت کے طور پر اپنے قبضہ میں لے لیا۔

ابھی صرف ضلع کے آدھے کلومیٹر پر ڈگوڈ نامی گاؤں میں انکی چند چیک پوسٹیں ہیں باقی سارا علاقہ ان سے خالی کردیا گیا ہے اسی طرح انہوں نے صوبہ غزنی کے ضلع دھیک میں بھی پولیس سسٹم قائم کرنے کی کوشش کی لیکن کوئی خاطر خواہ کامیابی حاصل نہ کر سکے۔

یہ لوگ رات کو چند گاڑیوں میں اسلحہ سے لیس ہو کر آئے اور مذکورہ مقام پر ڈیرہ ڈال دیا، لیکن جب مجاہدین کو ان کے بارے میں علم ہوا تو اسی صبح ان کے خلاف کارروائی کی اور ایک گھنٹے کے لڑائی کے دوران وہ سارا اسلحہ مجاہدین کے پاس چھوڑ کر راہ فرار اختیار کی۔

الحمدللہ یہ تمام مشکلات کامل طور پر ان مشکلات سے جان چھوٹ گئی ہے۔یہ منصوبہ اس لحاظ سے انتہائی خطرناک تھا کہ دشمن مجاہدین کے نام پر قوم کو دھوکہ دے کر مقامی لوگوں کے ہاتھوں مجاہدین کے خلاف کاروائی کر کے امریکی مقاصد کو پایہ تکمیل تک پہنچانا چاہ رہا تھا۔

اسی وجہ سے مذکورہ مسلح گروہ کو یا تو مجاہدین کا نام دیا گیا اور یا مقامی مسلح لوگوں کے لشکر کا۔لیکن حقیقت میں یہ امریکہ کے کرایہ کے ٹٹو تھے جو امریکی دولت، اسلحہ اور منصوبہ کے ذریعے اسداللہ خالد، فیضان، اور ماموں جبار جیسے امریکی ایجنٹوں کے زیر قیادت استعمال کئے جا رہے تھے تاکہ ضلع اندڑو میں مجاہدین کیلئے مشکلات پیدا کی جاسکے اور اس طرح امریکی حملے کیلئے زمین ہموار کر سکیں۔

سوال: پچھلے دنوں صوبہ غزنی عصری تعلیمی اداروں کی بندش کی وجہ سے موضوع سخن رہا جسے دشمن میڈیا نے خوب کوریج دی۔اس بارے میں

آپ قارئین ''شریعت'' کواصل حقیقت کے بارے میں کچھ بتانا پسند کریں گے؟۔ نیز صوبہ غزنی میں تعلیمی اداروں کی مجموعی کیفیت کے بارے میں بھی آگاہ فرمائیں کہ آج کل وہاں کیا صورتحال ہے ؟۔

جواب: تعلیمی اداروں کی بندش کے بابت بتاتا چلوں کہ یہ بھی دشمن کی طرف سے خالص پروپیگنڈہ تھا وہ اس بات کو پرنٹ میڈیا کے ذریعے دنیا کے سامنے اس طرح پیش کررہے تھے کہ مذکورہ تعلیمی ادارے مجاہدین کی جانب سے بند کئے گئے ہیں حالانکہ یہ بات بالکل حقیقت کے برخلاف اورسفید جھوٹ ہے۔

اصل بات یہ تھی کہ اس سال موسم سرما کے دوران کرزئی حکومت اور امریکیوں نے مجاہدین کے خوف سے موٹر سائیکل اور سائیکل کی سواری پر پابندی عائد کی اورصوبہ غزنی کے مرکز اور ضلع انڈر واور دھیک کے رہنے والوں کو وارننگ دی گئی کہ اگر کسی کوموٹر سائیکل پرسوار دیکھا گیا تواسے ماردیا جائیگا دشمن اس بارے میں اس قدر سنجیدہ تھا کہ ایک مرتبہ ضلع دھیک کے علی کلا نامی مقام پرایک موٹرسائیکل سوار پر جیٹ طیاروں سے بم بھی گرائے گئے۔

صوبہ غزنی میں عام لوگ اورطلبہ واساتذہ انہی سواریوں سے استفادہ کیا کرتے تھے مثال کے طور پرضلع دھیک کے تعلیمی اداروں میں اساتذہ اورطلبہ تعلیمی اداروں میں آنے کے لئے موٹر سائیکل استعمال کرتے تھے۔اس پابندی سے اساتذہ اورطلبہ کی آمدورفت تقریبا ناممکن رہی جس کا براہ راست اثرتعلیمی اداروں پر پڑااوریوں اکثرتعلیمی ادارے بند ہوگئے مثلاً غزنی کے کئی کالج ہمارے زیرانتظام چل رہے ہیں اس پابندی کے بعدوہاں موجودمکاتبوں کے اساتذہ ہمارے پاس آئے اور کہا کہ ہمیں سخت مشکلات کا سامنا ہے اگرہم احتجاجاً تعلیمی ادارے بندرکھیں تو تمہاری طرف سے تو کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ ہم نے جواب میں صرف اتنا کہا کہ ہمیں آپ کے احتجاج پرکوئی اعتراض نہیں ہے چنانچہ اس طرح انہوں نے مذکورہ اضلاع میں تمام تعلیمی ادارے بند کرکے غزنی شہر میں باقاعدہ مظاہروں کا اغاز کیا جس پر ''الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے'' کے مترادف دشمن نے یہ الزام بھی طالبان کے سرتھوپ دیااور کہا کہ طالبان نے تعلیمی ادارے بند کردئے ہیں۔

لیکن میں بتانا چاہتا ہوں کہ یہ سراسر جھوٹ ہے کوئی شخص یہ ثابت نہیں کرسکتا کہ کوئی مجاہد کبھی کسی معلم یا طالب علم کی راہ میں روکاٹ بن کر کھڑا ہوا ہو۔یااس نے کسی تعلیمی ادارے کو بند کیا ہو،یہ مذکورہ تعلیمی اداروں کے اساتذہ کا اپنا احتجاج تھا جسے انہوں نے پایا تکمیل تک پہچایا اگر یہ بات حقیقت ہوتی کہ یہ تعلیمی ادارے مجاہدین نے بند کئے ہیں تو پھروہ تعلیمی ادارے جوصوبہ غزنی کے مرکز میں دشمن کے زیرانطام علاقوں میں واقع ہیں کیوں بند پڑے تھے۔

مجموعی طور پرصوبہ غزنی میں تعلیمی اداروں کی صورتحال اطمنان بخش ہے تمام اضلاع میں دینی مدارس اورعصری تعلیم گاہیں فعال ہیں۔اس سال ان اضلاع میں بھی جہاں پہلے تعلیمی ادارے نہیں تھے اب وہاں بھی تعلیمی ادارے فعال ہوچکے ہیں۔جن میں سینکڑوں طلبہ تعلیم حاصل کررہے ہیں جہاں ابتدائی تعلیم سے لےکراعلیٰ تعلیم تک کے تمام مراحل کامیابی سے طے کئے جاتے ہیں۔

صوبہ غزنی میں جاری جنگ کے دوران مجاہدین کی طرف سے تعلیمی اداروں کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا لیکن دشمن کی طرف سے ان تعلیمی اداروں کو بہت سے مشکلات کا سامنا ہے صوبہ غزنی میں ایسے سینکڑوں مدارس جو پہلے فعال تھے اب دشمن کے ہاتھوں منہدم یابند پڑے ہیں جب کہ بعض کوفوجی چھاؤنی کے طور پراستعمال کررہے ہیں مزید برآں غزنی میں موجودستر سال سے فعال مدارس میں بھی دشمن کے چھاپوں اورتشدد سے بھرپور کارروائیوں کی وجہ سے تعلیمی سرگرمیاں ماند پڑگئیں ہیں

آخر میں محترم مولوی صاحب ہم اپنے ان سوالوں کے جوابات دینے کیلئے اپنا قیمتی وقت نکالنے پرآپ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ آپ اورآپ کے تمام مجاہدین ساتھیوں کواپنے مقصد میں کامیاب سے سرفراز فرمائے

مولوی صاحب :

آپ کا بھی بہت بہت شکریہ اللہ تعالیٰ آپ کو کامیابی نصیب فرمائے۔

تعلیمی اداروں کے سلسلے میں امارت اسلامیہ کی طرف سے جاری کردہ مؤقف

افغانستان کی امارت اسلامیہ کی یہ بھرپور کوشش رہی ہے کہ افغان قوم کی خودمختاری، ان کی تہذیب وثقافت اور تعلیمی میدان میں ترقی کے لئے ہر قسم کی کوشش کریں، چنانچہ تعلیمی میدان میں اس کی ایک زندہ مثال اور منہ بولتا ثبوت یہ ہے کہ امارت اسلامیہ اپنے دور حکومت میں انتہائی کمزور اقتصادی حالت کا سامنا کرنے کے باوجود دیگر ملکی مسائل اور انتظامی امور کے مقابلے میں تعلیمی ترقی کے لئے ہمہ وقت کوشاں اور اس سلسلے میں اپنی سالانہ بجٹ کے بیس فیصد کو تعلیمی ترقی کے لئے خاص کیا جو خطے کے دیگر ممالک کے مقابلے میں تعلیمی بجٹ میں سب سے زیادہ شرح فیصد ہے۔

> باقی حملہ آوروں اور ان کے کاسہ لیس زرخرید غلاموں کی طرف سے امارت اسلامیہ پر تعلیم دشمنی کا جو الزام لگایا جاتا ہے تو اس کے بارے میں عوام کو معلوم ہونا چاہئے کہ تعلیم کے اصل دشمن یہی لوگ ہیں۔ جو اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لئے ملک کے بچوں کی تعلیم کی آڑ میں بے ہودہ نصاب تعلیم رائج کررہے ہیں تاکہ ملک میں فساد وانتشار پیدا کرکے مجاہدین کو بدنام کیا جائے۔

ایک ایسی صورتحال میں جب امارت اسلامیہ نے ہر قسم کی مشکلات اور مسائل کا سامنا کرتے ہوئے بالکل اول قدم سے اپنی دور حکومت کا آغاز کیا تو قدم قدم پر درپیش گونا گوں مصائب کے باوجود آخری ایام تک ملک بھر میں گیارہ سو سے زیادہ تعلیمی ادارے قائم کئے جاچکے تھے جن میں ایک ملین سے زیادہ طلبہ تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ نیز یہ سارے تعلیمی اخراجات امارت اسلامیہ اپنی ذاتی فنڈ سے بغیر کسی بیرونی امداد کے برداشت کرتی رہی جس سے تعلیمی میدان میں ترقی کے لئے ان کی کوششوں کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

چونکہ ہمارے خیرخواہوں اور دشمنوں کو ہماری طرف سے تعلیمی ترقی کے لئے کئے جانے والے جدوجہد کا علم ہے، اس وجہ سے ہم میڈیا کے توسط سے یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ ہم ان تعلیمی اداروں سے کوئی سروکار نہیں رکھتے جن میں یہودیت ونصرانیت جیسے اسلام مخالف اور ملکی اقدار کے منافی نصاب پڑھانے سے اجتناب کیا جاتا ہو۔ چنانچہ اس سلسلے میں امارت اسلامیہ کے قائدین کی طرف سے تیار کردہ تعلیمی پالیسی میں جس پر کافی مدت سے عمل چلا آرہا ہے مندرجہ ذیل خصوصی نکات شامل ہیں۔

☆ مندرجہ ذیل تعلیمی ادارے امارت اسلامیہ اپنی نگرانی میں رکھے گی۔

☆ محلّہ کی سطح پر قائم چھوٹے مکاتب۔

☆ غیر رہائشی مدارس۔

☆ رہائشی مدارس۔

☆ حفظ کی درس گاہیں۔

☆ کالجز۔

☆ وہ ادارے جن میں دینی علوم کے متخصصین تعلیم حاصل کر رہے ہوں۔

مذکورہ بالا تعلیمی اداروں میں مقامی سطح پر قائم مختلف مکاتب اور غیر رہائشی مدارس کو خصوصی توجہ دی جائے گی۔

☆ ہر وہ علاقہ جو امارت اسلامیہ کے زیر تسلط ہو، وہاں افغان

عوام کو کھلے عام اس بات کی دعوت دی جاتی ہے کہ تعلیمی اداروں کے قیام یا ان میں بہتری کے لئے اپنی تجاویز وترامیم پیش کریں، البتہ اس سلسلے میں انہیں صوبہ کے تعلیمی ذمہ دار سے رابطہ کرکے اجازت لینا لازمی ہوگا۔

☆ امارت اسلامیہ کی تعلیمی بورڈ کی یہ بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ دور حاظر کی ضرورتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے افغانستان کی مجاہد قوم کے بچوں کے لئے جدید علوم کے تعلیمی ادارے قائم کرنے کی بھرپور کوشش کریں۔

☆ امارت اسلامیہ کی تعلیمی کمیشن کی بنیادی ذمہ داریوں میں یہ بات بھی شامل ہے کہ وہ افغانستان کے مسلمان اور جہاد سے محبت کرنے والے عوام کو اپنے اپنے علاقوں میں حسب استطاعت مختلف مکاتب، غیر رہائشی مدارس، رہائشی مدارس اور حفظ کی درس گاہوں کی صورت میں پرائیویٹ تعلیمی ادارے قائم کرنے کی ترغیب دیں۔ نیز انہیں پہلے سے بنے ہوئے تعلیمی اداروں کی مالی امداد پر ابھارتے رہیں جب تک کہ مملکت تعلیمی میدان میں خودکفیل نہ ہوجائے۔

☆ ہائی کمیشن اس بات کا مکلّف ہے کہ تعلیم کے سلسلے میں عوام کو ترغیب دینے کیلئے ایک تبلیغی وفد تشکیل دی جو علماء کرام اور دانشوروں پر مشتمل ہو مذکورہ وفد کی ذمہ داری ہوگی کہ عوام کے دلوں میں علم، مدرسہ اور مکتب کی اہمیت اجاگر کریں اور اسی طرح عوام میں صاحب خیر لوگوں کو جدید مدارس اور اسکول بنانے کی دعوت دیں۔ نیز صوبہ کے سطح پر تعلیمی سربراہ پر لازم ہوگا کہ وہ اپنے کاموں میں مذکورہ ہائی کمیشن کی قوانین کی پابندی کریں، امارت اسلامیہ صرف اس صورت میں تعلیمی اداروں کے خلاف کاروائی کی اجازت دیتی ہے جب تعلیم کے نام پر ملک، بچوں اور جوان نسل کو غیر اسلامی باتوں کی تلقین کی جاتی ہو یا تعلیم کی آڑ میں دشمنوں کیلئے استعمال ہو رہے ہوں۔ چنانچہ اس سلسلے میں امارت اسلامیہ کی تعلیمی پالیسی میں مندرجہ ذیل نکات درج ہیں۔

☆ ہر وہ علاقہ جہاں تعلیم کا سلسلہ جاری ہو۔ وہاں کے اساتذہ اور نصاب کو زیرنگرانی رکھا جائے اور جہاں تک ممکن ہو ان مکاتب کے بندش سے اجتناب کیا جائے اور تعلیمی سلسلہ کو جاری رکھنے کی ہر ممکنہ صورت پر عمل کیا جائے۔

☆ بے دینی اور اسلام مخالف نصاب پڑھانے کا سد باب کیا جائے، جیسا کہ جہاد مخالف نصاب یا وہ مضامین جن میں مسلم خواتین کی دل آزاری کی گئی ہو، یا کفریہ طاقتوں کی طرف سے تیا کردہ نصاب جو لوگوں کو اپنا ذہنی غلام بنائے یا اسی طرح کے اور بے ہودہ مضامین۔

مذکورہ بالا امور میں غایت درجہ کی احتیاط اور توجہ اس لئے برتی جارہی ہیں کہ افغانستان ایک ایسا اسلامی ملک ہے جو اپنے عقائد اور دینی روایات کی حفاظت کیلئے اپنی جانوں کی نذرانوں کی صورت میں ایک طویل تاریخ رکھتی ہے اور یہ بالکل ناممکن ہے کہ ہمارے ہاں دین اسلام کیخلاف کسی عمل کو ترجیح دیا جائے۔ ہم اپنی مملکت میں ایک ایسا تعلیمی نظام رائج کرنا چاہتے ہیں جن میں بچوں کو عصری تعلیم کیساتھ ساتھ دینی تعلیم بھی دی جاسکے، اسی ہدف کے حصول کیلئے منظّم کمیٹیاں قائم کی گئی ہیں تاکہ وہ تمام تعلیمی اداروں کو اپنے زیرنگرانی رکھیں اور تعلیمی اداروں میں روزمرہ پیش آنیوالے مسائل وقتاً فوقتاً اپنے خاص لوگوں اور اساتذہ کے ذریعے امارت اسلامیہ کے تعلیمی بورڈ کی مختلف تعلیمی پالیسیوں سے طلبہ اساتذہ اور عوام کو آگاہ رکھیں۔

باقی حملہ آوروں اور ان کے کاسہ لیس زرخرید غلاموں کی طرف سے امارت اسلامیہ پر تعلیم دشمنی کا جو الزام لگایا جاتا ہے تو اس کے بارے میں عوام کو معلوم ہونا چاہئے کہ تعلیم کے اصل دشمن یہی لوگ ہیں۔ جو اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لئے ملک کے بچوں کی تعلیم کی آڑ میں بے ہودہ نصاب تعلیم رائج کررہے ہیں تاکہ ملک میں فساد وانتشار پیدا کرکے مجاہدین کو بدنام کیا جائے۔

☆......☆......☆

مرحوم وزیر اعظم ملا محمد ربانی رحمہ اللہ

تعارف:

مرحوم وزیر اعظم ملا محمد ربانی الحاج ملا امیر محمد کے بیٹے اور نیک محمد کے پوتے تھے۔ ۱۳۳۶ ہجری شمسی میں صوبہ قندھار کے مرکز کے ایک نیک اور مذہبی گھرانے میں آنکھیں کھولیں۔ مرحوم ملا محمد ربانی کے والد صاحب صوبہ قندھار کے نامور عالم، فاضل اور متقی شخص تھے یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنی تمام اولاد خاص کر ملا محمد ربانی کی علمی اور عملی تربیت کا خاص اہتمام فرمایا۔

تعلیم:

چونکہ ملا محمد ربانی کو اللہ تعالیٰ نے لیاقت، ذہانت اور علمی استعداد سے نوازا تھا، اس لئے ان کے والد صاحب نے بھی ان کو دینی علوم کے حصول کے لئے مدرسے میں داخل کرا دیا۔ مرحوم ملا محمد ربانی نے زیادہ تر دینی تعلیم امارت اسلامی کے مفتی اعظم، شیخ الحدیث والتفسیر عبد العالی دیوبندیؒ کے زیر تربیت حاصل کیں۔ عام طور پر افغانستان میں دینی علوم کا حصول سرکاری اور رسمی (رجسٹرڈ) مدارس میں نہیں کیا جاتا بلکہ ملک کے نامور علماء کے زیر نگرانی ان کی اپنی مساجد میں طلبہ کی خاص تعداد کو مروجہ دینی اور شرعی علوم سکھائے جاتے ہیں۔

ان مروجہ علوم میں صرف، نحو، منطق، ریاضی، ادب، معانی، فقہ، اصول فقہ، علم التفسیر اور علم الحدیث شامل ہیں۔ یہ تعلیمی سلسلہ تقریباً ۲۰۲ ہجری سے پوری دنیا اور خاص طور پر خراسان کے نامور اور عظیم علماء مثلاً ابوداؤد السجستانی، شیخ الاسلام محمد بن محمد بن بکر الخلمی اور امام ابو اللیث السمر قندیؒ سے افغانستان کو ورثے میں ملا ہے۔ اگر چہ یہ تعلیمی سلسلہ مسلسل حکومت اور حکومتی عہدیداروں کی طرف سے نظر انداز کیا گیا لیکن الحمد للہ متدین عوام کی معاونت سے یہ سلسلہ افغانستان میں دینی علوم کی ترویج اور تاریخ افغانستان میں جہاد کی قیادت اور جہاد کو زندہ رکھنے میں اہم اور بنیادی کردار ادا کر رہا ہے۔ مثلاً ۳۷۷ ھجری میں سلطان محمود غزنوی نے انہی علماء کی رہنمائی میں ہند کو فتح کیا۔ ۵۵۹ ھجری میں جب سلطان شہاب الدین غوری افغانستان میں بیٹھ کر ہند کی آدھی خشکی پر حاکم تھا تو یہی علماء حکومتِ وقت میں اعلیٰ عہدوں پر فائز تھے۔ اسی طرح جب موجودہ افغانستان کے مؤسس احمد شاہ ابدالی نے ۱۱۶۰ ہجری میں مسلمانانِ ہند کی مدد کے لئے فوج ہندوستان روانہ کی، تب بھی علماء اس عمل میں پیش پیش تھے۔ افغانستان پر انگریز، روس اور امریکہ کے حملے کے وقت بھی مجاہدین کی راہنمائی انہی باعمل مجاہدین علمائے کرام نے کی۔

جہاد و قتال:

مرحوم ملا محمد ربانی ابھی دینی علوم سے فارغ بھی نہیں ہوئے تھے کہ ۱۳۵۷ ہجری شمسی میں کمیونسٹوں نے فوجی قوت کے ذریعے حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور ساتھ ہی پورے ملک میں جہادی مقاومت شروع ہوئی۔ تب بھی مجاہدین کی قیادت علمائے کرام نے ہی کی۔ ملا محمد ربانی، جنہوں نے پہلے ہی سے اپنے اساتذہ سے علم، جہاد اور قربانی کی تربیت لی تھی، دین اور وطن کے دفاع کی خاطر میدانِ جنگ کی طرف چل نکلے۔ ان کی عمر تب ۲۱ سال تھی لیکن ساتھیوں میں دلیر، مدبر اور فدا کار مجاہد کی حیثیت سے مشہور تھے۔ انہوں نے اپنی جہادی زندگی کا آغاز قندھار کے چند نامور مجاہدین کے ہمراہ افغانستان کے جنوب مغرب میں مؤسس جہاد، شہید ملا موسیٰ کلیم کے جہادی مجموعے سے کیا۔

اس کے بعد صوبہ قندہار کے ضلع ارغستان میں مجاہدین کو روسیوں کے خلاف منظم کرنے لگے۔ ضلع ارغستان کی چغنی نامی پہاڑی میں جہادی مرکز کی بنیاد رکھی اور یہیں سے صوبہ بھر میں کاروائیوں کا آغاز کیا۔ ضلع

ارغستان کے چغنی، تورتاک، شابیگ اور سنگر نامی علاقوں میں روسیوں کے خلاف سخت کاروائیوں میں خود حصہ لیا۔ اگرچہ چغنی کے مسئول کمانڈر عبد الرزاق تھے لیکن جنگ کے دوران مجاہدین کی راہنمائی مرحوم ملا محمد ربانی کرتے۔ تمام جہادی عملیات میں شرکت کی وجہ سے مرحوم ملا محمد ربانی کو اس مجموعے کا معاون مقرر کیا گیا جس کے بعد وہ مجاہدین میں حاجی معاون کے نام سے مشہور ہوئے۔

جہادی زندگی میں عسکری اور اداری ذمہ داریاں:

روس اور اس کے غلاموں کے ساتھ قندھار اور ملک کے جنوبی علاقوں میں شدید مقاومت کی وجہ سے یہ علاقے مجاہدین کے مضبوط مورچے بن گئے اور مرحوم ملا محمد ربانی نے یہاں باقی مجاہدین کی طرح جہادی اور عسکری حیثیت سے خوب جنگ لڑی اسی جہادی اور عسکری مہارت کی وجہ سے ملا ربانی مرحوم نے ۱۳۶۰ سے ۱۳۶۹ تک مجاہدین کے جنوبی زون کے ایک ماہر کمانڈر کی حیثیت سے روسیوں کے ساتھ مختلف محاذوں پر دلیری سے مقابلہ کیا جس سے دشمن کو سخت جانی اور مالی نقصان اٹھانا پڑا اور جس میں ملا مرحوم خود بھی ۳ سے زائد بار زخمی ہوئے۔

ان فاتحانہ جنگوں کی وجہ سے ملا مرحوم کا شمار ملک کے نامور جہادی کمانڈروں میں ہونے لگا اور اس وقت کی جہادی تنظیموں کے راہنماؤں کی نظر میں ایک قابل توجہ شخصیت ٹھہرے۔ یہ وہ دور تھا جب ۸ جہادی تنظیموں کے سربراہوں نے پاکستان میں افغانستان کے لئے ایک عبوری حکومت کے قیام کا اعلان کیا تھا۔ اس عبوری حکومت میں سربراہوں کے درمیان یہ فیصلہ طے پایا کہ مشہور جہادی کمانڈروں کو بھی حکومت میں خاطر خواہ عہدوں پر فائز کیا جائے گا۔ صدر، وزیر اعظم اور کابینہ پر مشتمل اس حکومت میں ملا مرحوم کو حج اور اوقاف کا معاون وزیر مقرر کیا گیا۔ اگرچہ تنظیمی طور پر ان کا تعلق مرحوم مولوی محمد یونس خالص کی تنظیم حزب اسلامی سے تھا لیکن جہادی لحاظ سے سب جہادی تنظیموں کے سربراہوں کے درمیان ان کا خاص مقام تھا۔ اس ذمہ داری کے ساتھ ساتھ مولانا مرحوم افغانستان کے اندر اپنے متعلقہ مجاہدین کی نگہداشت اور دشمن کے خلاف عملیات کرانے کے مسئول بھی تھے اور بطور نائب وفاقی وزیر خود کئی جنگوں میں شرکت کی۔

جب صوبہ زابل کا مرکز قلات شہر مجاہدین کے شدید محاصرے میں تھا اور شہر کے شمال میں تبسخر کا مضبوط ترین مرکز مجاہدین نے ابھی ابھی حکومت سے قبضہ میں لیا تھا جو کہ سٹریٹیجک لحاظ سے ایک اہم بلند چوٹی پر واقع تھا اور شہید ملا محمد کے مجموعے کے شیر صفت مجاہدین نے ملا ولی محمد اور شہید عزیز خان کی سربراہی میں فتح کیا تھا، تب بھی ملا ربانی مرحوم فتوحات کے ان اوائل میں شرکت کرنے سے پیچھے نہ رہے۔

طالبان کی اسلامی تحریک کی تاسیس میں کردار:

۱۳۶۹ ہجری شمسی میں روسی انخلاء کے بعد جب ۱۳۷۱ میں کٹھ پتلی افغان حکومت کا سقوط ہوا تو ملا مرحوم نے تنظیموں کے آپس کے اختلافات ختم کرنے کے لئے افغانستان کے ایک ہمدرد اور مصلح شخص کی حیثیت سے دوڑ دھوپ شروع کی۔ جنوب مغرب، جو کہ روس کے خلاف ایک مضبوط ترین میدانِ جنگ کی حیثیت رکھتا تھا بدقسمتی سے روسی انخلاء اور نجیب کی کمیونسٹ حکومت کے خاتمے کے بعد جہادی تنظیموں اور ان کے مسلح کارکنوں کے باہمی اختلافات کی وجہ سے ان کے باہمی میدان جنگ کی صورت اختیار کر گیا۔ یہ باہمی اختلافات صرف جنوب تک ہی محدود نہ رہے بلکہ ملک کے مرکز سے شروع ہو کر جنوب، شمال، مشرق اور مغرب تک پھیل گئے جس کی وجہ سے ۱۴ سالہ مقدس جہاد اور ۱۵، لاکھ شہیدوں کا مبارک خون نفاق اور باہمی اختلافات کی آگ میں جل کر راکھ ہو گیا۔ اگرچہ یہ دلسوز حالات و واقعات کسی بھی با احساس مسلمان کے لئے قابل برداشت نہیں تھے لیکن ان حالات کی اصلاح کی صلاحیت کوئی بھی اپنے اندر نہ پاتا تھا۔ اللہ کے کچھ نیک بندے ایسے بھی تھے جن کو اپنے جہاد فی سبیل اللہ اور اللہ کے اس قول ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین پر کامل یقین تھا اور اسی سے الہامات لیتے ہوئے جہاد کے ثمرات کے لئے از سر نو کوشش اور مجاہدہ شروع کیا۔

اِن نہ تھکنے والے مجاہدین نے اپنی مظلوم اور غم زدہ ملت کے آرام و راحت کے لئے منافقین اور مفسدین کے خلاف جہاد کا دوبارہ آغاز اس وقت کیا جب ان کے جسموں پر موجود سابقہ جہاد کے زخم ابھی تک تازہ تھے

اوران کی تھکاوٹ بھی دور نہ ہوئی تھی۔ملا ربانی مرحوم کی روس جہاد میں شرکت کے ساتھ ساتھ ان کا شمار اسلامی تحریک طالبان کے اہم رہنماؤں میں بھی ہوتا ہے۔تحریک کے اوائل کے دوران جب کسی علاقے کے تصفیہ (clearance) کا مسئلہ درپیش آتا تو آپ صلح وصفائی کے لئے سب سے پیش پیش ہوتے اور ہمیشہ اس کوشش میں لگے رہتے کہ کسی طرح وہ علاقہ صلح کے راستے سے طالبان کے زیرِ کنٹرول آجائے۔

جب ۱۰-۱۰-۱۹۹۵ کو طالبان کابل تک پہنچ گئے تو ملا ربانی مرحوم نے مخالفین کے سربراہ احمد شاہ مسعود کو بات چیت کی دعوت دی اور اس دعوت کی بنیاد پر وہ بات چیت کے لئے کابل سے میدان شہر چلے گئے۔ملا ربانی مرحوم کی پہلی بات ہی یہی تھی کہ اسلامی نظام حکومت کے لئے اس ملک کے لوگوں نے ۱۵ لاکھ جانوں کا نذرانہ پیش کیا ہے اور اس مقدس خون کے احترام میں اس ملک میں بغیر کسی قید وشرط کے شرعی نظام حکومت قائم ہونا چاہئے۔طالبان کی اسلامی ملی تحریک نے اس بات کا مصمم ارادہ کیا ہے کہ اس مقدس آرزو کو عملی جامہ پہنایا جائے لہٰذا آپ (احمد شاہ مسعود) بھی اس معاملے میں طالبان کے ساتھ مکمل تعاون کریں تاکہ مضبوط بنیادوں پر اسلامی نظام قائم کیا جاسکے۔اس پر احمد شاہ مسعود نے تعاون کی یقین دہانی کرائی لیکن افسوس کہ احمد شاہ مسعود نے اپنے کئے ہوئے وعدوں کی پاسداری نہیں کی اور اپنی ساری کوششیں اقتدار کے حصول کے لئے صرف کیں۔شمالی علاقہ جات کے علاوہ باقی تقریباً تمام تر افغانستان ملا ربانی مرحوم کی صلح آمیز کوششوں کے سبب طالبان کے زیرِ تسلط آیا۔

اسلامی تحریک طالبان میں ذمہ داریاں:

۱۳۷۳ ہجری شمسی میں قندھار طالبان کے قبضے میں آیا تو ملا ربانی مرحوم کو طالبان کی عالی شوریٰ کا مسئول بنایا گیا۔جب ۱۳۷۴ کے حمل کے مہینہ میں ۱۳-۱۴ تاریخ کو ملک کے ۱۵۰۰ علماء نے تحریک طالبان کے امیر کو امیر المؤمنین کے لقب سے نوازا اور امارتِ اسلامی کی بنیاد رکھی گئی تو تب بھی ملا ربانی مرحوم امیر المؤمنین کے شانہ بشانہ احسن طریقے سے صداقت اور اخلاص کے ساتھ اصلاحی اور ملی امور انجام دیتے رہے۔

۹-۵-۱۹۹۵ کو جب طالبان کی فتوحات جنوب مغرب میں ہلمند، ہرات، ارزگان اور فراہ تک پہنچیں تو ان تمام فتوحات میں ملا ربانی مرحوم نے فاتحانہ اور نہایت عمدہ تکنیکی کردار ادا کیا۔اسی طرح ۱۱-۹-۱۹۹۶ کو جب ملک کے مشرقی حصے کے صوبے ننگرہار، کنڑ اور لغمان طالبان کے زیرِ تسلط آئے تو ان تمام صوبوں کی ذمہ داری ملا ربانی مرحوم کے سپرد کی گئی۔

۲۸-۹-۱۹۹۶ بمطابق ۱۳۷۵ کو جب ملک کا دارالحکومت کابل مکمل طور پر امارت اسلامی کے زیرِ تسلط آیا تو امیر المؤمنین کی جانب سے ملک کے انتظامی امور چلانے کے لئے ایک ۶ رکنی کمیٹی بنائی گئی جس کی ذمہ داری بھی ملا ربانی مرحوم کے سپرد کی گئی۔

جب یہ عبوری شوریٰ حکومت کی شکل اختیار کر گئی اور افغانستان ریاست الوزراء کی حیثیت اختیار کر گیا تو تب ملا محمد ربانی مرحوم کو ریاست الوزراء کے رئیس (وزیر اعظم) کی ذمہ داری سونپی گئی۔

زہد وتقویٰ:

ملا محمد ربانی مرحوم عقیدہ اہل سنت والجماعت اور سلف صالح کے مقدس رستے کے پیروکار تھے۔مولانا مرحوم خرافات اور بدعات کے بہت مخالف تھے اور لوگوں کو سنت پر عمل کی دعوت دیتے۔مولانا مرحوم اپنے اخلاق حسنہ کے ساتھ ساتھ زہد، تقویٰ اور دینداری کا اعلیٰ نمونہ تھے۔رات کو قیام اللیل اور دن کو نماز چاشت ان کے خاص معمولات میں شامل تھے۔

ایثار اور قربانی:

۱۳۶۶ ہجری شمسی میں صوبہ قندھار میں مجاہدین کی فعالیت اور کارروائیوں کو ختم کرنے کے لئے روسیوں کا ایک بہت بڑا فوجی دستہ بھیجا گیا اور محلّہ جات کے علاقے میں ملا محمد ربانی مرحوم نے اپنے دیگر مجاہد ساتھیوں سمیت روسیوں کے ساتھ دوبدو مقابلہ کیا۔یہ جنگ تقریباً ایک مہینہ جاری رہی جس میں دونوں اطراف کو شدید نقصان ہوا اور جس میں ملا ربانی مرحوم خود بھی شدید زخمی ہوئے۔ملا عبدالقیوم نامی ایک مجاہد، جس نے اس جنگ میں شرکت کی تھی، نے بتایا کہ ملا ربانی مرحوم سمیت اس جنگ میں ۴

مجاہدین زخمی ہوئے، جب باقی ساتھی زخمیوں کو اٹھانے کے لئے آئے تو حاجی معاون (ملا ربانی مرحوم) نے یہ فرمایا کہ میں ٹھیک ہوں، وہ ۳ ساتھی زیادہ زخمی ہیں، پہلے ان کو اٹھائیں۔مجاہدین نے جب انہیں اٹھایا اور واپس حاجی معاون صاحب کو اٹھانے آئے تو دیکھا کہ وہ اتنے شدید زخمی تھے کہ اٹھنے اور حرکت کرنے کے قابل نہ تھے،لیکن پھر بھی ملا مرحوم نے جنگ کی اس حالت میں اپنے سے زیادہ ان ۳ مجاہدین کو ترجیح دی جوان سے نسبتاً کم زخمی تھے۔

اسلامی دنیا کے مسائل سے تعلق:

امت مسلمہ کے مسائل کو ملا ربانی مرحوم نے اپنے زندگی میں خاص اہمیت دی تھی اور امارت کے دور میں چیچنیا، فلسطین اور کشمیر کے مسائل پر منفرد قسم کے بیانات جاری کئے تھے۔

طرز زندگی:

اگر چہ ملا ربانی مرحوم پوری زندگی اعلیٰ اداری اور فوجی مناصب پر فائض رہے لیکن پھر بھی ان کی طبیعت اور مزاج میں غرور اور تکبر کی کوئی جھلک تک نہ تھی۔ان کا اٹھنا، بیٹھنا، چلنا پھرنا سب ایک عام شخص کی طرح تھا اور باقی احباب کے مقابلے میں اپنے لئے کسی امتیاز کے قائل نہ تھے۔دفتری اوقات میں کوئی بھی عام بندہ ان سے آرام سے مل سکتا تھا اور دفتر کے دروازے پر چپڑاسی کو صرف زائرین کی بے ترتیبی اور بے نمبری روکنے کے لئے کھڑا کرتے۔

عبوری حکومت میں معاون وزیر سے لے کر امارت میں وزیر اعظم تک کے عہدے کے دوران ان کا ذاتی محافظ یا باڈی گارڈ نہ تھا۔جو لوگ ان کے ساتھ سفر و حضر میں رہتے، وہ ان کے جہاد کے ساتھی اور درسی شاگرد تھے۔ دوستوں کے ساتھ نہایت ہی بے تکلف رویہ رکھتے اور کبھی بھی ان سے امتیازی سلوک نہ کرتے۔جب وہ وزیر اعظم تھے تو اپنی رہائش گاہ وزیر اکبر خان سے لے کر اپنے دفتر ایوان صدارت تک اپنے ۳،۴ دوستوں سمیت چہل قدمی کرتے ہوئے جاتے۔اپنے احباب کے ساتھ تمام جہادی امور اور کھیلوں میں حصہ لیتے اور کابل کے علاقائی کھیل چغ کو بہت پسند کرتے تھے۔

ذاتی زندگی کی اقتصادی حالت:

اگر چہ اپنے عہدے کے لحاظ سے مولانا ربانی مرحوم کو پیسہ استعمال کرنے کا وسیع اختیار تھا لیکن پھر بھی انہوں نے ایک عام فرد کی سی زندگی گزاری۔زندگی کے آخری مرحلے تک انہوں نے اپنے آبائی گھر میں گزارہ کیا اور بیت المال کے پیسوں سے اپنے لئے گھر نہ بنایا۔جب ۲۰۰۰ میں اقوام متحدہ کی سکیورٹی کونسل نے افغانستان پر ظالمانہ یک طرفہ اقتصادی پابندی عائد کی اور امارت کے مسئولین کے تمام بینک اثاثے منجمد کرنے کا حکم جاری ہوا تو امارت کے باقی مسئولین کی طرح ملا ربانی مرحوم بھی باوجود اپنے عہدے کے وہ شخص تھے جن کا بینک میں اکاؤنٹ ہی نہ تھا۔

عوام کے دلوں میں محبت:

ملا محمد ربانی مرحوم اپنے نیک اخلاق کی وجہ سے اپنے تو اپنے غیروں کے دل میں بھی آپ کا ایک خاص مقام تھا۔افغانستان کے مختلف اقوام اور قبیلے ملا محمد ربانی مرحوم کو ایک ہمدرد اور سمجھدار بزرگ کی حیثیت سے جانتے تھے۔یہی وجہ تھی کہ ان کی نمازِ جنازہ میں لاکھوں افراد نے غمگین چہروں اور اشک بار آنکھوں کے ساتھ شرکت کی۔

ملا محمد ربانی مرحوم ایک ایسے جہادی، سیاسی، علمی اور ملی شخص تھے جن کے جہادی کارنامے اور باقی خدمات کا احاطہ کرنا ان چند سطور میں ناممکن ہے۔لیکن فی الحال اتنا ہی کافی ہے۔(آپ کے حسن کے پھول تو بہت زیادہ، لیکن میری جھولی بہت چھوٹی، کس پھول کو میں سمیٹوں)۔

وفات:

بالآخر جہاد و قتال کے رستے کا نہ تھکنے والا عظیم راہی، تقویٰ، زہد، جانثاری، اخلاق اور شرافت کا نمونہ اللہ کے مرضی سے سرطان (کینسر) کی طویل علالت کے باعث راولپنڈی کے ایک ہسپتال میں ۱۴۲۲ ہجری، محرم الحرام کی پہلی تاریخ کو جان، جان آفریں کے سپرد کر گئے اور ہمیشہ کے لئے اس فانی دنیا سے کوچ کر گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ان کی روح شاد اور یاد ہمیشہ باقی رہے۔[آمین]

شہدائے ملت

سید سعید

محترم قارئین مقام افسوس ہے کہ اظہار رائے کی رسمی آزادی کے اس دور میں افغان عوام پر جمہوری قوتوں کی افواج کی جانب سے ڈھائے جانے والے طرح طرح کے مظالم کے متعلق ذرائع ابلاغ بالکل خاموش ہیں۔اور جو کچھ میڈیا میں دکھایا یا بتایا جاتا ہے یہ بھی محض مشت نمونہ خروار ہے۔

ذیل کی سطور میں ہم کوشش کریں گے کہ افغانستان کے کونے کونے سے رواں عیسوی سال کے مئی کے مہینے میں ملکی نقصانات کے وہ اعداد وشمار پیش کریں جو وقتاً فوقتاً عالمی اور ملکی میڈیا کی جانب سے نشر کیے گئے ہیں۔

یکم مئی کو غیر ملکی افواج نے صوبہ کے ضلع ''قرغیو'' کے علاقے بولان میں مقامی لوگوں کے گھروں پر دھاوا بول دیا جس میں دو بھائی شہید ہوگئے جبکہ چار افراد کو گرفتار کر کے لے جایا گیا جن میں مذکورہ دو شہید بھائیوں کے والد بھی شامل تھے۔غیر ملکی فوجوں نے چھاپوں کے دوران گھروں کی سخت تلاشیاں بھی لیں،جس میں لوگوں کو بہت سے مالی نقصانات بھی پہنچائے گئے۔

"قرغیو" کے اس واقعہ میں ضلعی کمشنر نے بھی مالی اور جانی نقصانات کی تائید کی ہے مگر انہوں نے مزید کہا ہے کہ یہ آپریشن مقامی لوگوں کو اطلاع دینے کے بعد شروع کیا گیا تھا۔اسی طرح یکم مئی کو ارزگان میں بھی امریکی فوجیوں نے صوبائی مرکز ترینکوٹ شہر کے قریبی علاقے ''بلوچی'' میں بھی آپریشن کے دوران ایک شخص کو شہید اور دو کو زخمی کردیا۔اس کے بعد گاؤں کے امام کو ان کے کئی مقتدیوں سمیت ہاتھ پاؤں باندھ کر اپنے کیمپ لے گئے۔

2 مئی کو جارحین نے زابل کے ضلع شاجوئی کے مضافات میں 4 بچوں کو شہید کیا۔

3 مئی کو ہلمند کے ضلع موسیٰ قلعہ میں مزار آباد کے علاقے میں اس ضلع کے وظیفہ خور فوجیوں نے ایک سفید ریش بزرگ حاجی موسیٰ کو اس وقت شہید کردیا جب وہ مسجد سے گھر کی طرف جارہے تھے۔یہ فوجی بعد ازاں علاقے سے فرار ہوگئے۔اسی دن قندوز کے ضلعی مرکز کے مضافاتی علاقے "کنموسہ دوکانہ" میں مقامی وملکی رینجرز کے ایک کمانڈر امیر عالم کے غنڈوں نے تین مقامی لوگوں (امام

اوراس کے دومقتدیوں) کوشہید کردیا۔

4 مئی کو جارحین نے لغمان کے ضلع مہتر لام کے مضافات میں باباصاحب ڈاگ کے علاقے میں راہ چلتے ہوئے چار ملکی افراد کوشہید کیا۔

6 مئی ذرائع ابلاغ نے خبر دی کہ امریکی فوجیوں نے بادغیس کے ضلع مرغاب کے علاقے نوبر میں بھاری بموں کی بمباری کی جس میں 14 افراد شہید اور 18 زخمی ہوگئے جن میں اکثریت خواتین کی ہے۔عینی شاہدین نے ذرائع ابلاغ کو بتایا کہ شہید ہونے والے افراد سب کے سب ملکی تھے۔

7 مئی کو ذرائع ابلاغ نے اطلاع دی کہ خارجی افواج نے ہلمند کے ضلع سنگین کے علاقے "فتح محمد پیچ " میں بمباری کی جس کے نتیجے میں ایک خاتون اپنے تین بیٹیوں اور دو بیٹوں سمیت شہید ہوگئی۔

2 1 مئی کو جارح قوتوں نے نائٹ آپریشن کے دوران لوگر کے ضلع "چرخ " کے علاقے "مخزن" میں چھاپہ مار کر ایک مقامی فرد کوشہید جبکہ ایک کو گرفتار کیا۔اسی طرح 12 مئی کو مقامی فوجیوں نے بلخ کے ضلع "البرز" میں چار افراد کو اس وقت شہید کردیا جب وہ ایک جنازہ کے معمولات پورے کرنے کے لیے جمع ہوگئے تھے۔اس واقعے کے بعد خارجی افواج نے مذکورہ علاقے میں داخل ہوکر آٹھ مقامی افراد کو گرفتار کیا۔

13 مئی کو ذرائع ابلاغ نے خبر دی کہ قابض فوجیوں نے کنڑ کے ضلع "وٹہ پور" کے گاؤں ''دھوز'' میں بمباری کی۔اس بمباری میں 8 مقامی افراد شہید ہوگئے جن میں سے اکثریت خواتین اور بچوں کی تھی۔عینی شاہدین نے بی بی سی کو بتایا کہ شہید ہونے والی خواتین اور بچے قریبی پہاڑ سے لکڑیاں لانے کے لیے روانہ ہوئے تھے کہ حادثے کا شکار ہوگئے۔

نیٹو کے ترجمان نے بھی اس واقعے کی تصدیق کی مگر اس نے شہید ہونے والے افراد کو عسکریت پسند قرار دیا۔

ہلمند کے ضلع موسی کلا میں ''مسلمانی'' کے علاقے میں بھی قابضین نے فائرنگ کرکے تین بچوں کوشہید کردیا۔

14 مئی کو قابضین نے نائٹ آپریشن کے دوران ہلمند کے ضلع بغنی کے علاقے کونجن میں چھاپہ مارا،عینی شاہدین کے مطابق اس چھاپے میں قابضین نے 5 مقامی افراد کوشہید اور تین کوزخمی کردیا۔

15 مئی کو قابضین نے بمباری کے دوران ہلمند کے ضلع " گریشک " کے علاقے آدم خان میں تین مقامی افراد جن میں ایک خاتون اور دو بچے شامل ہیں شہید کردیا۔

15 مئی کو ننگر ہار کے ضلع خوگیانو کے وزیرو کے علاقے میں گاؤں کے امام صاحب کے گھر پر چھاپہ

مارا۔مولوی صاحب مولوی لعل محمد کے گھر سمیت دوسرے گھروں کی بھی تلاشی لی لیکن کوئی جنگی سامان برآمد نہ ہوسکا۔آخرمیں جاتے ہوئے انہوں نے مولوی صاحب کو شہیداور دو دیگر مقامی افراد کوگرفتار کردیا۔عینی شاہدین کی اطلاع کی بنیاد پر کہا جاتا ہے کہ مذکورہ مولوی صاحب کا طالبان سے کوئی تعلق نہیں تھا وہ امامت کرتے اور گاؤں کے بچوں کوقرآن مجید پڑھاتے تھے۔

17 مئی کو خارجی فوجیوں نے مقامی فوجیوں کے تعاون سے خوست کے مرکز کے مضافاتی علاقے میں ایک گھر پر چھاپے کے دوران ایک مقامی فرد کوشہید کردیا۔

18 مئی کوامریکی رسد کی حفاظت کرنے والے مقامی سیکورٹی اہلکاروں نے شاجوئی میں مقامی افراد کے ساتھ بحث وتکرار کے بعد چھ مقامی افراد کوشہیداورزخمی کردیا۔

18 مئی کوقابض فوجیوں نے اروزگان کے ضلع خاص اروزگان کے علاقے "شنی ناوے" پر چاپے کے دوران تین مقامی افراد کوشہید کردیا۔

19 مئی کومیدان وردگ کے ضلع "جغتو" میں جارح فوجیوں کے داغے گئے مارٹر گولوں سے 2 مقامی افراد شہید ہوگئے ۔ اسی طرح مذکورہ تاریخ کو امریکیوں نے ہرات کے ضلع شین ڈنڈ کے علاقے "زیرکو" میں طالبان سے ہونے والے ایک جھڑپ کے بعدایک ملکی فرد کوشہید کیا

19 مئی جارحین نے نائٹ اپریشن کے دوران غزنی کے ضلع قرہ باغ میں "خان زمان خیل" کے علاقے میں مقامی لوگوں کے گھروں پر چھاپہ مارا، تلاشی کے دوران لوگوں کو بہت زیادہ مالی نقصان پہنچایا۔ اور آخر میں دو مقامی افراد کوشہیداورایک کوگرفتار کرکے لے جایا گیا۔

28 مئی کوایسوایٹڈ پریس چینل نے خبر دی کہ گذشتہ رات کوقابض افواج نے پکتیا کے ضلع ’’گردی چیڑی‘‘ کے علاقے صوری خیل میں ایک مقامی فرد شفیع اللہ کے گھر پر بمباری کی جس میں گھر کے مذکورہ سربراہ سمیت گھر کے آٹھ خواتین اور بچے شہید ہوگئے جب کہ صرف ایک بچہ زندہ بچا۔قابض قوتوں نے بھی اس واقعے کی تصدیق کی ہے مگران کا کہنا ہے کہ اس بمباری میں مخالفین کونشانہ بنایا گیا تھا۔

28 مئی کو جارحین نے اروزگان کے ضلع ترین کوٹ میں ننگر کے علاقے میں مقامی لوگوں کے گھروں پر پہلے چھاپہ مارااور پھر دو مقامی افراد کوشہید کیا اسی طرح تین نجی ملکیت والی عوام کی گاڑیوں کوجلادیا۔

مآخذ:

[بی بی سی ریڈیو، آزادی ریڈیو ،افغان اسلامی چینل، پژواک، ایسوایٹڈ پریس، تاندویب پیج، بینوا، روہی]

☆......☆......☆

صحرا باغ کے مقام پر حقیقت میں کیا گزری؟

سال رواں کے ماہ رجب میں صوبہ خوست کے صحرا باغ کے مقام پر موجود امریکی اڈے پر امارت اسلامیہ کے مجاہدین کی طرف سے ایک کامیاب کاروائی عمل میں آئی جس میں کثیر تعداد میں بیرونی اور اندرونی فوجیوں کو شدید جانی اور مالی نقصان پہنچایا گیا۔ اگرچہ صحرا باغ میں کی گئی یہ کاروائی افغانستان میں مجاہدین کی طرف سے جاری الفاروق آپریشن کی ایک چھوٹی کاروائی تھی لیکن دشمن نے اس کے باوجود اپنی جنگی پالیسی کے تحت اس کاروائی کی اصل حقائق کو چھپایا اور کسی قسم کی میڈیا کو اجازت نہیں دی کہ وہ انہیں پہنچے والے نقصانات کا راز فاش کر کے اصل حقائق سے دنیا کو آگاہ کرے۔

صوبہ خوست کے بعض صحافیوں نے اپنی ذاتی اطلاعات کے مطابق کہا ہے کہ دھماکے کے بعد انہوں نے اپنے آنکھوں سے امریکوں کی لاشوں کو ادھر ادھر بکھرے ہوئے دیکھا لیکن غیر ملکی اور ملکی سیکورٹی اہلکاروں نے ان پر سخت پابندی لگائی ہے جسکی وجہ سے وہ پرنٹ میڈیا کے ذریعے اصل حقائق کو نشر نہیں کر سکتے۔

باقی اس واقعہ کی اصل حقیقت کیا تھی شائد الامارہ نامی ویب سائٹ پر ہم نے ان لمحات کے تازہ ترین معلومات اپ لوڈ کر دی تھیں۔ لیکن اپنے قارئین کو اصل حقائق سے آگاہ کرنے کیلئے کفریہ طاقتوں کے خلاف اس تاریخی معرکہ کی کچھ مزید تفاصیل پیش کرتے ہیں چنانچہ اس سلسلے میں مذکورہ کاروائی کو ترتیب دینے والے ایک مرکزی مجاہد رہنما کو مدعو کیا گیا ہے ،جس کی طرف سے فراہم کردہ تفصیلات ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:

مذکورہ کاروائی کی منصوبہ بندی:

صحرا باغ کے مقام پر واقع امریکہ کا مذکورہ اڈہ بگرام اور قندھار میں واقع اڈوں کے بعد تیسرا بڑا اڈہ ہے جو صوبہ خوست کے مشرق میں واقع ہے۔ اس اڈے کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس میں بیک وقت دس ہزار سے زائد غیر ملکی فوجی موجود رہتے ہیں نیز اس میں امریکہ کا ایک بڑا ہوائی بیس، تعلیمی اور انٹیلیجنس ادارے بھی موجود ہیں، مذکورہ اڈے کی حساسیت کی وجہ سے اس کی سیکورٹی کا بھی بڑا سخت انتظام کیا جاتا ہے چنانچہ چاروں طرف سے پورے اڈے کو خاردار تاروں کے ذریعے گھیرا گیا ہے، نیز اس کی علاوہ بھی مختلف حفاظتی انتظامات کے ذریعے اس اڈے کی نگرانی کی جاتی ہے۔

جس طرح یہ دشمن کا ایک اہم اسٹریٹیجک مرکز تھا اسی طرح مجاہدین کی بھی بھر پور کوشش تھی کہ وہ کسی طرح اس کو نشانہ بنائیں۔ اگرچہ اس سے پہلے اس اڈے کو مختلف اوقات میں راکٹوں اور فدائی حملوں کا نشانہ بنایا گیا تھا، لیکن اس مرتبہ مجاہدین کی کوشش تھی کہ ایک نئی ٹیکنالوجی کی مدد سے دشمن پر ایک کاری وار کیا جائے چنانچہ اس سلسلے میں مجاہدین نے اپنی خفیہ اطلاعات کی بنیاد پر اس بات کا کھوج لگایا کہ مذکورہ اڈے کے جنوب میں امریکی فوجیوں کی کھانے کی جگہ اور ان کی رہائش گاہیں واقع ہیں۔ اسی طرح ہوائی جہازوں کا بیس بھی قریب میں واقع ہے اڈے کے جنوب میں ایک کجیری نامی گاؤں واقع ہے۔ جہاں سے ایک ذیلی راستہ نکل رہا ہے جو اڈے سے پچاس کلومیٹر کے فاصلے پر گزرتا ہے راستہ کے اس طرف اڈے تک سارے کھیت ہی کھیت ہیں۔ جس میں گاڑی چل سکتی ہے۔ چنانچہ ان معلومات کی بنیاد پر اس بات کا پتہ چلا کہ دن کے ایک بجے جب امریکی فوجیوں کے رسٹورنٹوں میں کھانے کا وقت ہوتا ہے اگر دیوار سے متصل ایک زوردار اور شدید دھماکہ کیا جائے تو اڈے کے اندر رہائشی

کمروں اور خیموں میں یکجا ہونے والے امریکی فوجیوں کو بھاری جانی مالی نقصان پہنچایا جاسکتا ہے۔ چنانچہ اسی جگہ سے کارروائی کا باقاعدہ آغاز ہوا ،مذکورہ امریکی اداروں اوران کی فوجیوں کو نیست ونابود کرنے کے لئے ایک موٹر کار بم بنایا گیا جسمیں بڑی مقدار میں بارود اور ٹینک شکن مواد استعمال کیا گیا، دوٹن پوٹاشیم کلورائیڈ بھی اس میں شامل کیا گیا تھا چنانچہ اس طرح دھماکہ خیز مواد کا وزن تقریبا دس ٹن تک پہنچ گیا تھا، اس اڈے کے جنوب میں واقع کحیری گاوں کو تباہی سے بچانے کے لئے امارت اسلامیہ کے تکنیک کاروں نے اس موٹر بم کو اس طرح بنایا تھا کہ ساری تباہی امریکی اڈے میں ہو اور مذکورہ گاؤں اس کی تباہی سے بچ جائے، اسی طرح امریکی اڈے پر حملے کے لئے دس فدائیوں کا انتخاب کیا گیا جن میں سے دو فدائیوں کے پاس راکٹ، پسٹل اور گرنیٹ تھے دو کیساتھ رپیکا نامی اسلحہ مع ڈیرھ ہزار گولیوں کے جو کہ زہریلی تھیں، ایک پسٹل اور گرنیٹ موجود تھے جبکہ باقی چھ فدائیوں کے پاس بھی کلاشنکوف، گرنیٹ اور دیگر اسلحہ موجود تھا تاکہ دھماکہ کے فورا بعد اڈے میں داخل ہو کر گھبرائے ہوئے امریکی فوجیوں پر براہ راست فائرنگ کریں، نیز دھماکہ کہ دھویں سے بچنے کے لئے انہیں ماسک اور خاص قسم کے چشمے بھی فراہم کئے گئے تھے، باقی اپنے ہدف تک پہنچنے کے لئے انہیں امریکی فوجی وردیاں پہنائی گئی تھیں تاکہ کوئی پہچان نہ سکے۔ مذکورہ اڈے میں تقریبا ایک ہزار کے قریب افراد ترجمانوں، خادمین اور جاسوسوں کی شکل میں کام کررہے تھے اور اس طرح کی فائرنگ کے وقت یہ لوگ زیادہ تر مین گیٹ تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں جہاں انہیں باقاعدہ نگرانی میں رکھا جاتا ہے۔ چناچہ اس اڈہ میں اس طرح کہ لوگوں کے گاڑیوں کے لئے بھی جگہ بنی ہوئی تھی وہ ہر صبح کے وقت آکر اپنی سینکڑوں گاڑیوں کو ایک ساتھ کھڑے کرتے تھے اور عصر کے وقت ان میں واپس اپنے اپنے گھروں کو جاتے تھے چنانچہ امارت اسلامیہ کہ مجاہدین نے ان کفر یہ طاقتوں کے غلاموں کے بندوبست کے لئے بھی ایک موٹر سائیکل میں بڑی مقدار میں بارود فٹ کر کے تیار کر لیا تھا تاکہ کاروائی کے وقت اپنی اندرونی ذرائع کی اطلاعات کے مطابق اس موٹر سائیکل کو وہاں کھڑا کر کے ریموٹ کنٹرول یا ٹائمر کے ذریعے مناسب موقع پر دھماکہ کر کے اڑایا جاسکے۔ اس کاروائی کو مزید مؤثر اور تباہ کن بنانے کے لئے مجاہدین نے بی ایم مزائل بھی تینوں اطراف میں تین تین کی تعداد میں نصب کئے تھے تاکہ کاروائی کے وقت فائر کیے جاسکیں۔

کاروائی کو عملی جامہ پہنانا:

ماہ رجب کو کاروائی کیلئے تمام ضروری اقدامات پایۂ تکمیل تک پہنچے اور یہی دن کاروائی کیلئے مقرر ہوا۔ دن کے شروع میں امریکی اڈے کے پاس سخت تلاشی اور گشت کا عمل جاری تھا، جس نے مجاہدین کو اپنی کاروائی کے بارے میں شک میں ڈالا کہ وہ ہو بھی سکے گی یا نہیں اس مصیبت سے چھٹکارے کیلئے مجاہدین نے بڑی عاجزی کیساتھ آہ وزاری کر کے اللہ کی طرف رجوع کیا اور دعا کی کہ یہ کاروائی کسی قسم کی مشکل کا شکار نہ ہو۔

چنانچہ اللہ تعالی کا فضل ہوا کہ جیسے جیسے کاروائی کا وقت قریب آتا رہا دشمن کی گشت اور تلاشی میں کمی آتی رہی۔ یہاں تک کہ آس پاس سے سارے امریکی سمٹ کر اڈے کے اندر چلے گئے۔

صوبہ پکتیا کے رہائشی مولوی شمس اللہ صاحب جس نے خلیج کی پر عیش زندگی اور تجارت اور اپنے چار بچوں کو خیر باد کہتے ہوئے اللہ تعالی کی راہ میں شہادت کے جذبے سے سرشار ہو کر اس کاروئی میں شرکت کی۔ اس دن کار بم دھماکہ کی ذمہ داری اس کے ذمہ تھی، چونکہ انہیں علاقہ سے بڑی واقفیت تھی اس وجہ سے بڑی آسانی کیساتھ انہوں نے کار امریکی اڈے تک پہنچا کر پروگرام کے مطابق مناسب موقع پر دھماکہ کیا۔ یہ دھماکہ کوئی معمولی دھماکہ نہیں تھا بلکہ دس ٹن بارود کا طاقتور دھماکہ تھا۔ جس کی وجہ سے امریکی فوجیوں کے کھانے کے ہال زمین بوس ہوگئے اور اڈے کے کچھ حصوں میں آگ بھی لگی۔ نیز دھماکہ سے کچھ منٹ پہلے امریکہ کا ایک ٹرانسپورٹ طیارہ بھی اس جگہ کی قریب پارک ہوا تھا، جو دھماکہ کی وجہ سے ریزہ ریزہ ہو کر تباہ ہوا۔

دھماکہ کے فوراً بعد دس خودکش بمبار[عظیم خان پکتیا۔عتیق اللہ،محمد یعقوب ابراہیمی ،کریم اللہ(غزنی)ذبیح اللہ شبیر(مقر)حافظ سیف اللہ (خوشامد)امداد اللہ(دوازیخوا)عبداللہ ننگرھاراور عبدالرحمٰن لوکر کے رہنے والے تھے)منصوبہ کے مطابق اڈے تک پہنچے اور اپنی مشن کی تکمیل کا انتظار کررہے تھے چنانچہ کارکودھماکہ سے اڑانے کے بعد وہ بڑی بہادری سے امریکی اڈے میں داخل ہوئے۔اس موقع پر لی گئی ویڈیو میں دکھایا گیا ہے کہ دھماکہ کے بعد امریکی فوجی حواس باختہ اور گھبرائے ہوئے ہیں جس وقت مجاہدین اڈے میں داخل ہوئے تو اس وقت امریکی گن شپ ہیلی کاپٹر بھی اڈے پر محو پرواز تھا لیکن اس سے کسی قسم کا کوئی فائر نہیں ہورہا تھا یہاں تک کہ مجاہدین نے اہداف پر پہنچ کر امریکی فوجیوں پر فائر کھول کر لڑائی کا اغاز کیا ،امریکی فوجی وردیوں میں ملبوس جس وقت مجاہدین امریکی اڈے میں داخل ہوئے تو انہوں نے براہ راست شارٹ لونگ فائرنگ شروع کی اس وقت اگر چہ امریکہ کے فوجی ہیلی کاپٹر ہوا میں موجود تھے لیکن انہیں بمباری کیلئے ہدف کی تعین میں مشکل پیش آرہی تھی ،یہاں تک کہ کچھ دیر بعد دشمن نے اعلان کیا کہ طالبان امریکی فوجی وردیوں میں اڈے میں داخل ہوچکے ہیں لہذا امریکی فوجی اپنے جگہوں سے حرکت نہ کریں اور بڑی احتیاط سے کام لیں۔اس وقت افغان فوج کو بھی اپنے سربراہوں کی طرف سے یہ اطلاع ملی کہ امریکہ کی طرف سے یہ حکم ہے کہ افغان فوج بھی اپنی جگہ سے کوئی حرکت نہ کریں کیونکہ طالبان نے حملہ کردیا ہے جس کی وجہ سے ہمارے لئے دوست اور دشمن کے درمیاں تفریق میں مشکل پیش آرہی ہے۔

اس طرح دوپہر کے ایک بجے اس کاروائی کا آغاز ہوا اور عصر کے ساڑھے چار بجے تک یہ کاروائی جاری رہی۔اس دوران چار فدائیوں نے جام شہادت نوش کیا اور باقی فدائیوں نے بھی تیاری شروع کردی اس دوران امریکہ کی طرف سے لڑائی کے خاتمہ کا اعلان ہوا لیکن ان کا یہ اعلان اس وقت غلط ثابت ہوا جب شام کو ایک مرتبہ پھر فدائیوں کی طرف سے ان پر فائرنگ شروع ہوئی ،جو رات گیارہ بجے تک جاری رہی۔اس لڑائی کے دوران ایک طرف سے تو راکٹ برسائے جارہے تھے ،اور دوسری طرف عصر کے پانچ بجے مغربی دروازے کے قریب جہاں سینکڑوں امریکی ملازمین جمع ہوتے ہیں بارود سے تیار شدہ موٹر سائیکل بم کو بلاسٹ کیا گیا جس کی وجہ سے ایک طاقتور دھماکہ ہوا۔اس دھماکے کے نتیجے میں اس جگہ موجود دشمن کے 170 موٹر کاریں اور موٹر سائیکل یا تو ریزہ ریزہ ہوگئے یا انہیں شدید نقصان پہنچا اور ساتھ ہی 20 سے زیادہ مذکورہ ملازمیں بھی ہلاک ہوئے۔

اس لڑائی میں امریکہ کے جانی نقصان کے بارے میں کہا جارہا ہے کہ اس کی تعداد سینکڑوں تک پہنچتی ہیں۔اسی طرح کھانے کے وہ دوہال جو اس کارروائی میں مکمل طور پر تباہ ہوئے ان کے بارے میں کہا جارہا ہے کہ وہاں بیک وقت چارسو امریکی فوجی کھانا کھاتے تھے۔اس کاروائی میں ان کے دیگر اداروں کو بھی شدید نقصان پہنچا۔

عینی شاہدین کے مطابق امریکہ کے ایمبولنس طیاروں نے اس کاروائی کے بعد 81 چکر لگا کر مردہ اور زخمی فوجیوں کو بگرام منتقل کیا،حالانکہ اس اڈے کے اندر بھی امریکہ کا ایک بہت بڑا ہسپتال موجود ہے،اس سے مرنے والے اور زخمی فوجیوں کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

یہ کاروائی ایک ایسے وقت میں عمل میں آئی ہے کہ ایک طرف امریکہ میں اوباما کے صدارتی انتخابات کیلئے تیاری جاری ہے اور دوسری طرف امریکہ دنیا بھر کے میڈیا کے سامنے یہ دعوی کررہا ہے کہ انہوں نے طالبان کا زور توڑ دیا ہے جس کی وجہ سے انہیں شکست کا سامنا ہے۔چنانچہ اسی وجہ سے امریکہ کی یہ بھرپور کوشش ہے کہ وہ اس کاروائی کے حقائق لوگوں سے پوشیدہ رکھیں۔ اس میں وہ ایک حد تک کامیاب بھی ہوئے ہیں لیکن اس سے حقیقت میں جو نقصان انہیں پہنچا ہے،تبدیل نہیں کیا جاسکتا نیز اس کی اس جھوٹ کی وجہ سے وہ امریکی فوجی تو دوبارہ زندہ نہیں ہوسکتے ،جو اس کاروائی میں مردار ہوکر واصل جہنم ہوچکے ہیں ۔

افغان جنگ اور نیٹو کا حالیہ اعتراف

ترجمہ ہارون بلخی

نیٹو ٹیلی ویژن اور دیگر ذرائع ابلاغ نے سنیچر کے روز 2012-06-09 رپورٹ نشر کی، جس میں کہا گیا ہے کہ افغان جنگ میں نیٹو ممالک کے زخمی، ذہنی مفلوج اور ہاتھ پاؤں سے محروم فوجیوں کی تعداد ایک لاکھ ترپن ہزار تک پہنچ چکی ہے۔

اس رپورٹ میں نیٹو ذرائع نے ہلاک ہونیوالے فوجیوں کی اس تعداد کو منظر عام پر لایا ہے، جس کی پہلے تصدیق ہو چکی ہے، زخمی ہونیوالے فوجیوں کی تعداد ایسے وقت نیٹو ذرائع کی جانب سے منظر عام پر لایا جارہا ہے جب نیٹو اپنی پالیسی کی رو سے روزانہ زخمی ہونیوالے فوجیوں کی تعداد نہیں بتاتی اور ہلاک ہونیوالے فوجیوں کے بارے میں بھی منظم طور پر بات نہیں کرتی وہ یہ کہ نیٹو روزانہ کے حساب سے افغانستان میں اپنے ایک یا دو فوجیوں کی ہلاکت کی تصدیق کرتی ہے۔

تجزیہ نگاروں کے مطابق دس سالہ جنگ کے دوران نیٹو رکن ممالک بالخصوص امریکہ جو جنگ کی کمان کر رہا ہے اور لڑائی میں سب سے زیادہ حصہ دار ہے، ہزاروں فوجی مارے جا چکے ہیں، اعلیٰ جنس اداروں کی مؤثق ترین اطلاعات کے مطابق نیٹو کے کافی فوجی مارے جاتے ہیں اور انہی کے ممالک میں ان کیو رثاء بھی نہیں ہوتے، تو نیٹو کی فوجی حکمران ان کی لاشوں کو سمندر برد کرتے ہیں تاکہ اس طریقے سے وہ اپنے نقصانات کی صحیح اندازہ اور حجم بھی عوام سے پوشیدہ رکھ سکے۔

گذشتہ برس 2011ء میں پینٹاگان کی جانب سے شائع رپورٹ کے بنیاد پر صرف افغانستان کے چار صوبوں (قندھار، ہلمند، اروزگان اور زابل) میں تین ہزار تین سو 3300 امریکی فوجی بم دھماکوں میں زخمی ہو کر بدن کے اعضاء کھو چکے تھے۔ امسال 2012ء مارچ کے مہینے میں امریکی وزارت دفاع پینٹاگان نے اعلان کیا کہ ان دو لاکھ سے زائد فوجیوں کیلئے جو افغان اور عراق جنگ میں اپاہج ہو چکے ہیں، ان کیلئے خصوصی قیام گاہیں اور مکانات تعمیر کرنیکی منصوبہ رکھتی ہے۔ یہ مکانات اور قیام گاہیں ایک ایسے انجینئر نے ڈیزائن کی ہے، جن کے دونوں پاؤں کٹ چکے ہیں اور دیگر معذروں کی حالت سے بخوبی واقف ہے، ان مکانات میں زندگی کی تمام سہولیات موجود ہونگی اور لیٹرینوں میں سپیشل ہینڈل اور ستونیں قائم کی جائیں گی تاکہ معذورین ان کا سہارا لیں، نیز ان مکانوں میں آمد و رفت برقی وسائل کے ذریعے ہوگی اور ذہنی طور پر بھی آرام دہ ہوگا۔

صاحب بصیرت اشخاص کہتے ہیں کہ ایسے پروگراموں کی ضمن میں عراق اور افغانستان کی جنگوں میں امریکی نقصانات مزید افشا ہو جائیں گی۔

سابق سوویت یونین جب افغان جنگ میں مصروف تھا تو نقصانات سے متعلقہ مؤثق اطلاع فراہم نہیں کرتی تھی، لیکن جب شکست سے دوچار ہوا اور روسی فوج میں محرومیت کی موضوع آشکار ہوئی تو اکثر روسی جنرلوں نے کسی حد تک افغانستان میں سوویت یونین کی ان فوجی ہلاکتوں سے متعلق کتابیں لکھیں جس سے جنگ کے زمانے میں انکار کیا جاتا تھا۔

تجزیہ نگاروں کا یقین ہے کہ افغان جنگ اختتام کو پہنچنے والی ہے اور امریکہ تیزی کے ساتھ دیوالہ ہونے کی جانب گامزن ہے۔ امریکیوں کی ہمت جواب دے چکی ہے اور وہ ایک تھکے ہر کارے کی مانند اب ستانے کے لئے جگہ تلاش کر رہے ہیں۔

ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ روسی جرنیلوں کی طرح بہت جلد امریکی جرنیل بھی افغانستان میں اپنے ساتھ پیش آنے والے واقعات اور عینی حقائق کو کتاب کی صورت میں دنیا کے سامنے پیش کریں گے۔

بشکریہ ''الامارہ''

پولیس POLICE

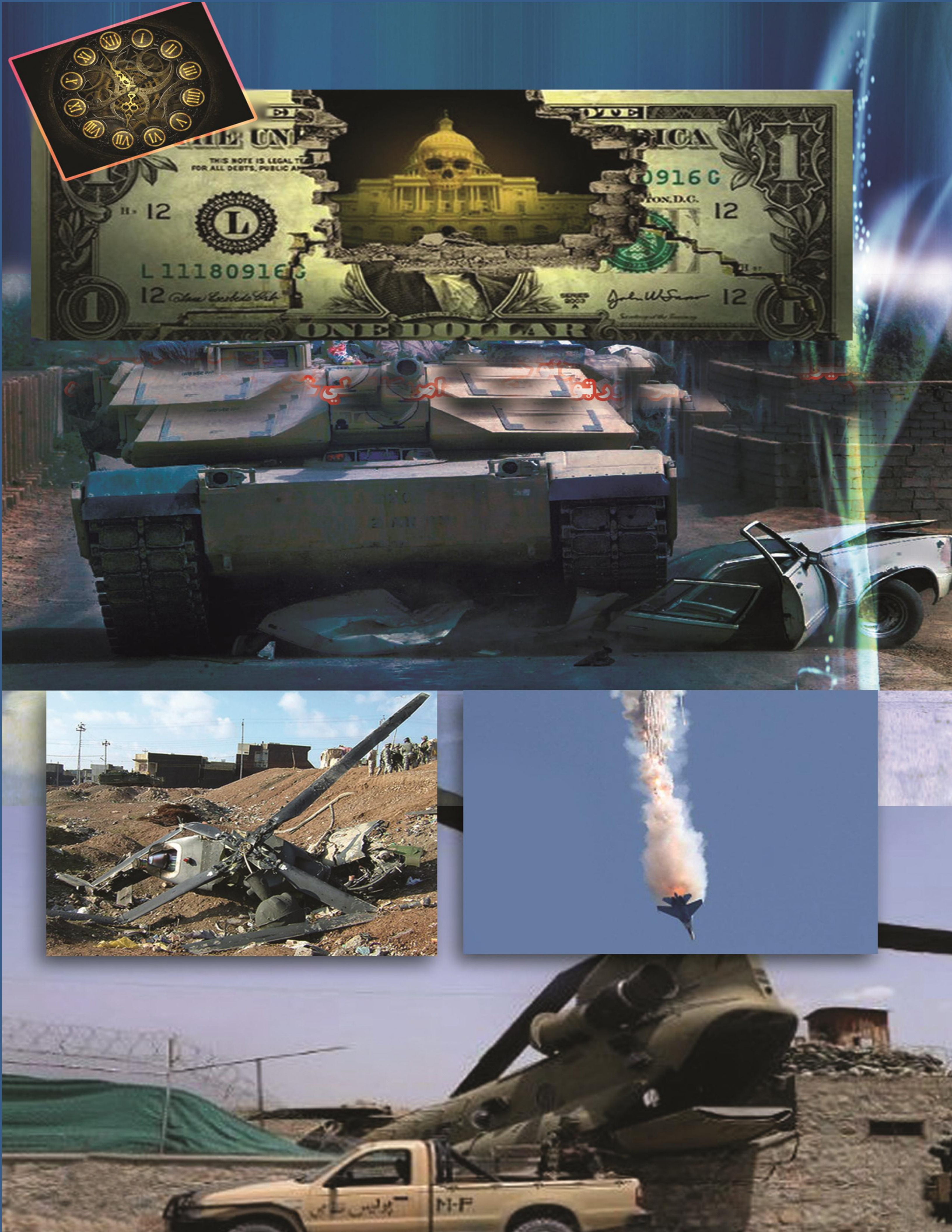

کابل آپریشن ایک نگاہ میں!

ڈاکٹر انور شاہ آزاد

سنبھل کے رکھنا قدم دشت خار میں مجنوں!

نشے، تماشے، میں پھنسی ہوئی قدرت کی دیوانی فحاشی، عریانی کی ملکہ کے بدمعاشوں کے جسموں کے پرخچے اڑانے کی دلکش داستان نے آج پھر سنائی دی۔ افغان دارالحکومت کابل کی کٹھ پتلی میزبان قوت، جو کہ اپنے مہمانوں کی پوجا کرنے میں ذرا سا غفلت نہیں گوارہ کرسکتی، دھونس کا شکار بن گئی، اس نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جاری جنگ کے آغاز سے پہلے امارت اسلامیہ کے اُس مشورہ کے متعلق جو امریکہ کی بہکی ہوئی طاقت کو دیا تھا کہ بھنور میں اپنے آپ کو پھنسانا عقل کے خلاف ہے۔۔۔۔ مجھے بھلا چھنگا امریکہ کے متعلق جو کہ اوندھے منہ گرتا ہوا نظر آتا ہے اور اس کے وحشی درندوں کے لیے اینٹھن اور پر تلے ہو کر پکا پکایا ہوا راستہ اختیار کرتی ہے، مناسب سمجھ آیا کہ پوچھ تاچھ کی جائے:

کچھ راز تو بتا ہم کو یہی چاک گریباں،

جمعہ کے دن ۲ شعبان المعظم ۱۴۳۳ ھ ق امارت اسلامیہ کے ترجمان نے رپورٹ دی کہ اسی رات ۱۲ بجے کابل کے قرغہ کے علاقے میں، فدائین مجاہدین اس نائٹ کلب میں داخل ہو کر اس کو اپنے قبضے میں لیا کہ اس میں غاصبوں کے عیاش اور فحاش ڈپلومیٹ جنہوں نے بے حیائی میں ڈپلوما حاصل کیا ہو، اور ان کی مستی کے پرائے دیوانے بظاہر افغان، حقیقت میں بے عزتی کے ہڑبونگ مچانے والے محو تماشا تھے۔

مجاہدین کی اطلاع کے مطابق ۴۴ خارجی اور داخلی اس آپریشن میں لقمہ اجل بن گئے۔ جبکہ چاروں فدائیوں نے اس دل آویز جنگ میں جام شہادت نوش فرمایا۔ تقبلهم الله۔

اگر چہ سابقہ عادت کے مطابق امریکن اور برائے نام افغان حکمران اس طویل مقاومت، بے مثال ٹھٹ کے ٹھٹ متانت، اور نہ ٹھٹکتی ہوئی انوکھی اور تابڑ توڑ جنگ میں صرف چند ٹھوٹ کے چوزے افراد کی جان توڑ دینے کی خبر پھیلاتے ہیں لیکن عقل جانتی ہے کہ نشے کی نیند میں ڈوبے ہوئے کیسے اپنے آپ کو بچاسکتے ہیں؟

گزشتہ رجب المرجب کی گیارہویں تاریخ جوشیر کی چنگھاڑ کی طرح غاصب بزدلوں کی فحاشی کی املائی منٹ کے مرکزی آفس میں جو خوست کے صحراباغ کے اڈے میں واقع ہے مجاہدین نے اچھوتی تدبیر کے ساتھ اچٹتی نگاہ میں دشمنوں کا سارا نظام درہم برہم کر کے رکھ دیا۔ غاصب درندوں اور ان کی بانسری نے وہاں بھی ایسی ہی خبر دی تھی تو پھر کیا ہوا؟ کہ چند دن گزرنے کے بعد ایک سو تیس کی لگ بھگ فوجیوں کے زخمی ہونے، اور چار افراد کی ہلاکت کی رپورٹ جاری کی جارہی ہے؟

یوں تو ڈیموکریسی کے دیوانے کہا کرتے ہیں کہ افغانستان میں کل جارح فوجوں کی تعداد ڈیڑھ لاکھ کی لگ بھگ ہے حالانکہ ان کی زبانی جاری کردہ اقرار کے حوالے سے آپ نے پڑھا ہوگا کہ جو فوجیوں کے بچھڑے ہوئے، پر کالے، جو دلیری سے جنگ میں شامل ہو کر ٹھوکریں کھاتے ہوئے زخمی، مفلوج اور اندھے، بہرے، ناک بریدہ، ہاتھ، ٹانگ کٹے ہوئے .....وغیرہ کی تعداد ایک لاکھ ترپن ہزار (۱۵۳۰۰۰) تک پہنچ گئی اور، جو جہنم کی ٹھاٹھ بن گئی ہے وہ تو بھی ہزاروں کی تعداد میں ہے تو فیصلہ اب کون کرے گا؟ کہ کل آمدہ غاصب فوج ڈیڑھ لاکھ ہے تو بقول نقال: یہ تو بلی ہوگئی، گوشت کہاں ہے، اگر یہ گوشت ہے تو بلی؟؟۔۔

اب پھر انتظار کرنا پڑتا ہے کہ وائٹ ہاؤس اور پنٹاگون کے جدید ہتھیاروں سے مالا مال ترجمان کتنے جنازے اٹھاتے ہیں....؟

چمگادڑ اگر آنکھوں کی نعمت سے محروم ہے تو چشمہ آفتاب را چہ گناہ؟

بقیہ صفحہ ۴۱ پر ملاحظہ فرمالیں۔

فاتح افغان

موجودہ صلیبی جنگ سے امریکی عزائم

گیارہ ستمبر کے حملوں کے بعد اس وقت امریکا کے صدر نے امارت اسلامیہ کے خلاف دہشت گردی کے خلاف جنگ کے بہانے سے جنگ کا آغاز کیا اور اس جنگ کو صلیبی جنگ کا نام دے دیا۔ اس نے اپنے خطاب کے دوران پوری دنیا کو مخاطب کرکے کہا کہ میں مسلمانوں کے خلاف کروسیڈ یعنی صلیبی جنگ کا آغاز کررہا ہوں بعد میں جب دنیا بھر کے مسلمانوں نے اس بات پر اپنا ردعمل دکھایا تو اس نے اپنی بات میں تبدیلی لائی اور کہا کہ "ہماری جنگ اسلام اور مسلمانوں سے نہیں بلکہ القاعدہ اور دہشت گردوں کے خلاف ہے"۔

ہمیں اچھی طرح یاد ہے ان دنوں ہمارے گاؤں کا ایک عمر رسیدہ تجربہ کار شخص یہ کہا کرتا تھا کہ آپ لوگوں کو سمجھ میں آتا ہے کہ القاعدہ کے خلاف جنگ کا کیا مطلب ہے؟ ان کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جس نے بھی الف باء کا قاعدہ پڑھا ہے اس سے ہماری جنگ ہے اور فطری طور پر ہر مسلمان قرآن مجید سیکھنے کے لیے بچپن ہی میں الف باء کا قاعدہ پڑھ چکا ہوتا ہے ۔ کچھ سادہ لوح مسلمانوں نے بھی کافروں کے دجالی میڈیا کے پروپیگنڈے میں آکر اس جنگ کو طالب ، القاعدہ یا مبینہ طور پر دہشت گردوں کے خلاف جنگ سمجھ لیا البتہ گذشتہ دہائی کے دوران امریکی جرائم ، مظالم اور زیادتیوں نے یہ واضح کردیا کہ یہ ایک ایسی جنگ ہے جس کی پشت پر مذہبی منافرت اور جذبہ کارفرما ہے۔ کیا افغانستان میں شادی کی محفلوں اور جنازے کے اجتماعات پر ہونے والی امریکی بمباریوں میں القاعدہ یا طالبان کا کوئی مطلوبہ فرد اب تک شہید ہوا ہے؟

وقتاً فوقتاً امریکی درندوں کی جانب سے اندھی بمباری میں شہید ہونے والے بے گناہ مقامی افراد، عورتیں اور بچے کیا یہ سب دہشت گرد ہیں؟ زنگاوات کے حادثہ فاجعہ میں شہید ہونے والے بچے، بوڑھے اور خواتین کیا وہ سب دہشت گرد تھے؟

> مقامی خبررساں ایجنسیوں کی رپورٹ کے مطابق امریکی وزارت دفاع یا پینٹا گون نے امریکی افواج کے مختلف یونٹوں میں تعلیمی نصاب کے طور پر ایک نئی تحریر بھیجی ہے۔ اس تحریر کے مطابق اب امریکی فوج کی بلااستثناء ایک بڑے اسلام مخالف جنگ کے لیے روحانی تربیت کی جائے گی فوجی جوانوں کے جنگی مورال کو اونچا کرنے کے لیے اختیاری مضامین پر مشتمل یہ کورس "مارک ڈولی" کا ترتیب دیا ہوا ہے۔ پینٹا گون نے مختلف زاویوں سے جائزہ لینے کے بعد یہ کورس امریکی فوج کے جوانوں کے لیے منظور کرلیا ہے۔ اس تعلیمات نامے کی رو سے اب شدت پسندوں کی بجائے مذہب اسلام امریکا کا سب سے بڑا دشمن ہوگا۔

کافروں کی جانب سے جو اسلام اور مسلمانوں کے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمسخرانہ خاکے شائع ہوتے رہتے ہیں اور اخبارات میں انہیں چھاپا جاتا ہے کیا یہ مسلمانوں کے خلاف صلیبی جنگ کی واضح نشانی نہیں؟ کافروں کی جانب سے بار بار قرآن پاک کی بے حرمتی اور سینکڑوں نسخوں کو آگ میں جلانا کیا یہ سب رواں جنگ کے صلیبی ہونے کے لیے کافی نہیں؟ بے گناہ عوام کو شہید کرنا، ان کی اجساد کے ساتھ یادگاری تصاویر اتارنا اور حیوانیت کی حد تک ان کے مردہ اجسام کی تذلیل اور ان پر پیشاب کرنا کیا یہ سب حالیہ جنگ کے صلیبی ہونے کی وضاحت نہیں کرتے؟ میڈیا پر مسلمانوں کے خلاف وسیع پروپیگنڈا، اسلامی احکامات اور شعائر کا سرعام مذاق اڑانا، فحاشی وعریانی اور جنسی بے راہ روی کا فروغ، کیا یہ سب صلیبی جنگ کا حصہ نہیں؟

تاریک راتوں میں بے گناہ عوام کے گھروں پر چھاپے اور میٹھی نیند سونے والوں کو ابدی نیند سلانا، خونخوار کتوں سے ان کے جسموں کو نوچوانا اور

گولیوں سے ان کو چھلنی کرنا صلیبی حسد، عناد اور نفرت کے علاوہ اور کونسا امر ہے جو یہ سب کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ بے گناہ مسلمانوں کو گوانتانامو، ابوغریب، بگرام اور دیگر وحشی زندانوں کے شکنجوں میں کسنا، ان پر ایسی مظالم ڈھانا تاریخ جس کی مثال لانے سے قاصر ہے۔ان کو جسمانی اور نفسیاتی سزاؤں کا نشانہ بنانا یہ صلیبی درندوں کے علاوہ اور کس کی کارستانی ہوسکتی ہے؟

لیکن افسوس تو اس بات کا ہے کہ پھر بھی کچھ سادہ لوح مسلمان دشمن کے مکار میڈیا کے پروپیگنڈے کا شکار ہوجاتے ہیں اور اس جنگ کو ایک سیاسی جنگ سمجھ لیتے ہیں۔لیکن اب بات ماننی پڑے گی اور یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ رواں جنگ صلیبی درندوں کی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ان کے مکمل خاتمے کے لیے شروع کی ہوئی ہے۔ اور اس جنگ میں کسی بھی انسانیت دشمن حربے سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔ مسلمانوں کا اغواء، قید و بند، قتل اور مختلف طریقوں سے اذیتیں اس جنگ کے بلند اہداف میں سے ہے۔

ہماری ان باتوں میں کسی کو شک ہوسکتا تھا مگر اب حال ہی میں جب کچھ ذرائع ابلاغ کو یہ اطلاع ملی کہ امریکی وزارت دفاع کی جانب سے امریکی فوجیوں کے لیے اسلام مخالف تعلیمات پر مبنی ایک نیا کورس تشکیل دیا گیا ہے تو پھر ان باتوں میں کسی مسلمان کو کوئی شک نہیں ہونا چاہیے کہ یہ ایک صلیبی جنگ ہے۔

مذکورہ خبر کی تفصیلات کچھ اس طرح ہیں۔

مقامی خبر رساں ایجنسیوں کی رپورٹ کے مطابق امریکی وزارت دفاع یا پینٹا گون نے امریکی افواج کے مختلف یونٹوں میں تعلیمی نصاب کے طور پر ایک نئی تحریر بھیجی ہے۔ اس تحریر کے مطابق اب امریکی فوج کی بلا استثناء ایک بڑے اسلام مخالف جنگ کے لیے روحانی تربیت کی جائے گی فوجی جوانوں کے جنگی مورال کو اونچا کرنے کے لیے اختیاری مضامین پر مشتمل یہ کورس ''مارک ڈولی'' کا ترتیب دیا ہوا ہے۔ پینٹا گون نے مختلف زاویوں سے جائزہ لینے کے بعد یہ کورس امریکی فوج کے جوانوں کے لیے منظور کر لیا ہے۔ اس تعلیمات نامے کی رو سے اب شدت پسندوں کی بجائے مذہب اسلام امریکا کا سب سے بڑا دشمن ہوگا۔

پینٹا گون کو اس کورس کی تفصیلات بتاتے ہوئے ''مارک ڈولی'' نے واضح کیا کہ امریکی فوج اسلام اور مسلمانوں سے جنگ کے وقت کسی قسم کے عالمی قوانین یا انسانی حقوق کے پابند نہ ہوگی۔ مقامی افراد اور عوام کے قتل کی ممنوعیت کے متعلق جنیوا کنونشن کی ساری شقیں لغو ہیں اور امریکی جانباز پورے دلی اطمینان کے ساتھ مسلمانوں کو قتل کر سکتے ہیں اور اس صورت میں امریکی فوج کی کسی قسم کے عالمی قوانین میں جواب طلبی اور محاکمہ نہیں کیا جاسکے گا۔

اس تحریر میں یہ بھی ذکر ہے کہ امریکی فوج کو مکمل اختیار ہے کہ مسلمانوں کو قتل کر ڈالے اور ان کے شہروں کو کھنڈرات میں بدل دے۔ یہاں یہ بھی کہا گیا کہ پہلی اور دوسری عالمی جنگ کے موقع پر برسبین، لندن، ہیروشیما اور ناگاساکی جیسے آباد شہروں کو بمباری کر کے تباہ کیا گیا، آخر الذکر دو شہروں کو تو ایٹم بم کے ذریعے سطح زمین سے مٹایا گیا تھا۔امریکی بھی بالکل اسی طرح مسلمانوں کے متبرک شہروں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کو ایٹم بموں سے نشانہ بنا کر تباہ کر سکتے ہیں۔اسی تحریر کے مطابق اب امریکی اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ وسیع البنیاد صلیبی جنگ میں شریک ہیں اور یہ امریکی فوج کا حق ہے کہ اسلام کو ختم کر ڈالے۔امریکی وزارت دفاع اور پینٹا گون نے اس تحریر اور اس میں درج مواد کی تصدیق کی ہے لیکن یہ وضاحت بھی کی ہے کہ یہ کورس لازمی نہیں اختیاری ہے۔

اب خبیث اور طیب کے الگ الگ ہونے کا وقت آچکا ہے۔لوگ دو صفوں میں تقسیم ہو چکے ہیں ایک طرف مسلمانوں کی صف ہے اور دوسری طرف کافروں کی صف کھڑی ہے۔ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے اپنا فرض منصبی ادا کرے۔

ہر سطح پر مسلمانوں کے دفاع کے لیے میدان عمل میں کود پڑے اور امارت اسلامی کے شانہ بشانہ کافروں سے مسلمانوں کا انتقام لینے کے لیے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہ کرے۔

☆......☆......☆

قاتل ذرائع ابلاغ

زخمی افغان

ابھی کچھ مدت ہوئی ہے میں نے معروف (پشتو) مزاح نگار جناب عبدالنافع ہمتؔ کی ایک تحریر پڑھی تھی، جس کا عنوان تھا ''خدا کا واسطہ! میں زندہ ہوں''۔اس طنزیہ تحریر میں انہوں نے صوبہ غور کے ایک وزیر تعلیم کی کہانی سنائی ہے جس کے متعلق ذرائع ابلاغ نے غلط اطلاع دی تھی کہ موصوف ایک بم دھماکے میں جان بحق ہو چکے ہیں۔وزیر نے جب اپنے متعلق یہ خبر سنی تو فوراً اس کی تردید کردی لیکن اس کے باوجود جس کا سامنا ہوا اس نے یہی کہا کہ آپ کی یہ بات کہ آپ صوبہ غور کے وزیر تعلیم ہیں کبھی بھی تسلیم کیے جانے کے قابل نہیں ہے اس لیے کہ ہم نے ریڈیو سے سنا ہے کہ صوبہ غور کے وزیر تعلیم ایک بم دھماکے میں جان بحق ہو چکے ہیں وزیر موصوف نے خود کو بقید حیات ثابت کرنے کے لیے بہت دروازے کھٹکھٹائے ہیں مگر کہیں بھی شنوائی نہیں ہوتی اور ہر جگہ انہیں مردہ ہی سمجھا جاتا ہے۔یہاں تک کہ سرکاری عہدہ بھی کسی اور کو مل جاتا ہے اور بدنصیبی تو یہ کہ کسی اور محکمے میں بھی ملازمت کے لیے ان کی درخواست وصول نہیں کی جاتی کیوں کہ ان سے کہا جاتا ہے کہ آپ ایک ایسے شخص کے کاغذات لے کر آئے ہیں جو مر چکا ہے، جس کے جان بحق ہونے کی خبر ہم ریڈیو پر سن چکے ہیں اور ہم مردوں کو نوکریاں نہیں دیتے۔

اس مزاحیہ تحریر کے آخر میں جناب ہمتؔ صاحب نے ایک بہت ہی اہم اور انوکھی بات لکھی ہے۔انہوں نے لکھا ہے کہ: ''اب تک میں یہ سمجھ رہا تھا کہ صرف حکومت، غیر ملکی افواج یا ان کے مسلح مخالفین ہی لوگوں کو مار سکتے ہیں، اب یہ بات بھی معلوم ہوئی ہے کہ ذرائع ابلاغ بھی لوگوں کو مار سکتے ہیں۔اور یہ بات بھی بخوبی سمجھ آ گئی ہے کہ میڈیا واقعتاً ریاست کا چوتھا ستون ہے فرق صرف اتنا ہے کہ دیگر طاقتیں حقیقتاً بندے کو مار دیتی ہیں جبکہ میڈیا جیتے جی مردوں کی فہرست میں ڈال دیتا ہے۔''

مولوی اسماعیل صاحب جو کہ الحمدللہ بالکل ٹھیک اور زندہ سلامت ہیں انہیں بار بار شہید کہا جارہا ہے۔مولوی شہید خیل جو اپنی تدریسی زندگی میں مشغول ہیں یہ لوگ انہیں زندہ نہیں گردانتے۔اور شہید قاری احمد اللہ کے بھائی جن کے پاس امارت اسلامیہ کی طرف سے اب کوئی عہدہ نہیں، ذرائع ابلاغ صرف اس لیے انہیں مار رہے ہیں کہ وہ طالبان کے سابق سربراہ کے بھائی کیوں ہیں۔

غزنی سے تعلق رکھنے والے مولوی محمد اسماعیل کے متعلق میڈیا مرحوم، شہید اور موت کے دیگر القابات استعمال کررہا ہے جب مولوی محمد اسماعیل ٹھیک ٹھاک اور زندہ سلامت ہیں۔وہ خود بھی ٹھیک ٹھاک اور بقید حیات ہیں اور ان کے گھر والے اور دوست احباب بھی ان کے زندہ ہونے پر اصرار کررہے ہیں، طالبان کے ترجمان نے بھی باقاعدہ طور پر کہا ہے کہ مولوی اسماعیل صاحب تاحال بقید حیات اور خوب صحت مند ہیں۔

پشتو کی ایک ضرب المثل ہے کہ: ایک جھوٹا شخص سو جھوٹوں کو پیدا کرتا ہے۔مولوی اسماعیل صاحب کی موت کی خبر بھی بلکل ایسا ہی معاملہ ہے۔پہلے پہل نہ جانے کس خبروں کے مفلس صحافی اور کنگال ذرائع نے اپنے آپ سے اختراع کرکے مولوی اسماعیل اور 25 دیگر مجاہدین کی

شہادت کی خبر نشر کردی ۔مجاہد کی موت کے منتظر دیگر لوگوں نے بھی تصدیق کیے بغیر اس کا چرچا شروع کر دیا۔ یہ جھوٹ اب ایسا سچ بن چکا کہ لاعلم قارئین اور عوام سب دھوکا کھارہے ہیں۔ یہاں تک کہ اب مولوی اسماعیل کے نام کے ساتھ مقتول اور مرحوم ومغفور کے الفاظ بلا جھجک بولے جارہے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ نازیوں (ہٹلر) کے میڈیا اور پروپیگنڈے کے وزیر نے اپنے ماتحتوں سے کہا تھا: "ہر جھوٹ جس کا دو مرتبہ تکرار ہو جائے تیسری مرتبہ سچ بن جاتا ہے"۔ یوں سمجھ آتا ہے کہ امریکا کی جانب سے بھ خلاف وسیع پروپیگنڈے کے میدان میں اسی فارمولے کو بنیاد بنایا گیا ہے۔

امریکا اگر ایک طرف فوجی آپریشن کے ذریعے طالبان کو ختم کرنے کی تگ ودو میں ہے تو دوسری طرف کرزئی حکومت کے تین ستونوں کے بعد چوتھے ستون (میڈیا) کو بھی طالبان کے خلاف استعمال کرنے کی کوشش کررہا ہے۔

میڈیا کے ذریعے طالبان کی شہادت کی کوششیں ایسے وقت میں کی جارہی ہیں جب طالبان نے عملی طور پر دشمن کی حمایت میں کام کرنے والے صحافیوں اور میڈیا ورکروں کو نہ مارنے کا عہد کر رکھا ہے۔ یہی وجہ ہے گذشتہ دس سالوں میں طالبان نے محض ایک صحافی اجمل نقشبندی کے قتل کا اقدام کیا ہے۔ طالبان نے باقاعدہ طور پر اجمل نقشبندی کے قتل کا ذمہ دار بھی خود انہیں کو قرار دیا کیوں کہ اس نے طالبان کی عمومی پالیسی کو تسلیم کرنے سے انکار کردیا تھا۔ حالانکہ طالبان کی جانب سے میڈیا کو جاری کیے گئے ضابطہ اخلاق کی پابندیاں ان پابندیوں سے قطعاً زیادہ نہیں ہیں جو کرزئی حکومت نے میڈیا پر عائد کی ہیں۔ ایک افغان ادارے (نی) کی جانب سے حال ہی میں کیے جانے والے ایک سروے میں کہا گیا ہے کہ کابل حکومت اور امریکی فورسز کی جانب سے میڈیا پر عائد کردہ پابندیوں کی بہ نسبت طالبان کی جانب سے لگائی جانے والی پابندیاں بہت کم ہیں۔ اس بات کی دلیل یہ کہ گذشتہ سال میڈیا اداروں، اخباری کارکنوں اور صحافیوں کو دباؤ میں رکھنے اور دھمکیاں ملنے کے واقعات کی تعداد 56 ہے جن میں سے 48 کرزئی حکومت اور صرف 8 طالبان کی جانب سے پیش آئے ہیں۔ باریک بینی سے اگر جائزہ لیا جائے ان 8 میں سے 2 مواقع ایسے تھے جہاں قصداً ایسا کیا گیا اور چھ مواقع ایسے ہیں جہاں سہواً اور غلطی سے ایسا ہوا۔

طالبان کی جانب سے میڈیا کے ساتھ اس طرح کے نرم لہجے کے باوجود نہ معلوم وہ کون سی وجوہات ہیں جن کے باعث ذرائع ابلاغ اور صحافی یک طرفہ جنگ میں حصہ دار بنے ہوئے ہیں اور طالبان کے مرنے اور شہید ہونے کی خبریں مسلسل نشر کر کے ہمارے دشمن کے ہاتھ مضبوط کرنے کی کوششیں کررہے ہیں۔

مولوی اسماعیل صاحب جو کہ الحمدللہ بالکل ٹھیک اور زندہ سلامت ہیں انہیں بار بار شہید کہا جارہا ہے۔ مولوی شہید خیل جو اپنی تدریسی زندگی میں مشغول ہیں یہ لوگ انہیں زندہ نہیں گردانتے۔ اور شہید قاری احمد اللہ کے بھائی جن کے پاس امارت اسلامیہ کی طرف سے اب کوئی عہدہ نہیں ، ذرائع ابلاغ صرف اس لیے انہیں مار رہے ہیں کہ وہ طالبان کے سابق سربراہ کے بھائی کیوں ہیں۔

ہمارے خیال میں اگر میڈیا نے اندھی امریکی حمایت ترک نہ کی تو عوام کی عدالت میں اسے بھی امریکا کے سپیشل فورسز، بلیک واٹر اور دیگر قاتل اداروں میں سے شمار کیا جائے گا، جن کے جبڑے ہر وقت غریب افغانوں کے خون سے رنگین ہوتے ہیں۔ اور جو افغانوں کے موت سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ تب انہیں آزاد ذرائع یا آزاد صحافی نہیں بلکہ قاتل صحافی کہا جائے گا۔

☆......☆......☆

افغانستان گزشتہ مئی کے مہینے میں

مئی ۲۰۱۲ کے دوران بھی افغانستان مجاہدین کی سرگرم کارروائیوں کا مرکز بنا رہا۔سردیوں کے ختم ہونے اور گرمیوں کی آمد کے ساتھ ہی شیر دل مجاہدین کی کارروائیوں میں بھی اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

مذکورہ مہینے کے دوران دشمن کو شدید قسم کے جانی اور مالی نقصانات کا سامنا کرنا پڑا۔اور یہ سلسلہ آنے والی سردیوں تک اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اسی طرح چلتا رہے گا تا آنکہ دشمن کے ہوش ٹھکانے نہ لگ جائیں،سال رواں کے مئی کے مہینے میں بھی دیگر مہینوں کی طرح صلیبی دشمن اور ان کے مقامی ایجنٹوں کو بھاری جانی اور مالی نقصانات کا سامنا کرنا پڑا جس کی تفصیلات پیش خدمت ہیں:

بیرونی حملہ آوروں کا جانی نقصان:

مئی کے مہینے میں جن ہلاکتوں کا دشمن نے خود اعتراف کیا ہے وہ کم از کم ۴۲ کی تعداد تک ہے،جن میں ۳۶،امریکی وحشی درندے اور باقی اس کے دیگر صلیبی اتحادی ممالک کے فوجی تھے۔مذکورہ ہلاکتوں کی تعداد اس سال کے باقی مہینوں کے مقابلے میں سب سے زیادہ ہے۔یہ ایک ایسا سانحہ ہے جس کا دشمن نے خود بھی اعتراف کیا ہے کہ یہ ہمارے لئے ایک غم ناک حادثہ ہے۔

مذکورہ بالا چھتیس فوجیوں کی ہلاکت سے سال رواں میں مرنے والے فوجیوں کے ہلاکتوں کی تعداد دشمن کے اعتراف کے موافق ۱۷۸، تک پہنچتی ہے جن میں ۱۲۳، فوجی امریکہ کے ہیں،اس طرح حملہ کے آغاز سے لیکر مئی کے مہینے کی آخر تک افغانستان میں دشمن کی ہلاکتوں کی تعداد جن کا اعتراف خود دشمن کی طرف سے ہوا ہے ۳۰۲۵ تک ہے،جن میں ۱۹۹۶امریکی بھی شامل ہیں،باقی لڑنے والے فوجی صلیبی اتحادیوں کے مختلف ممالک سے تعلق رکھتے ہیں۔یاد رہے مذکورہ تعداد جس کا دشمن نے اعتراف کیا ہے اصل حقائق اور زمینی حقائق کے اعتبار سے بہت کم ہے ورنہ اصل تعداد اس سے کہیں بڑھ کر ہے۔

مالی نقصانات :

مئی کے مہینے میں بھی دشمن کو اور مہینوں کی طرح بھاری جانی مالی نقصانات کا سامنا کرنا پڑا جن کی مختصر تفصیل یوں ہے:

۱۰مئی کو دشمن کا ایک ڈرون طیارہ صوبہ لوگر کے مضافات میں گر کر تباہ ہوا،اسی طرح ۲۸ مئی کو دشمن کے دو ہیلی کاپٹر بہت ساری سواریوں سمیت میدان وردگ اور صوبہ پکتیکا کے ضلع سروضی میں مجاہدین کی فائرنگ کا نشانہ بن کر تباہ ہو گئے ،لیکن دشمن نے بے شرمی اور ڈھٹائی سے ان ۲ ہیلی کاپٹروں میں صرف دو افراد کی ہلاکت کا اعتراف کیا ہے،الغرض مئی کے مہینے میں بھی گزشتہ مہینوں کی طرح دشمن کے بہت سارے جنگی ٹینک اور بکتر بند گاڑیاں تباہ کی گئیں ،جس کی وجہ سے دشمن کے مالی نقصانات کا تخمینہ کئی ملین ڈالر لگایا جا رہا ہے۔

مقامی دشمنوں کی رپورٹ کے مطابق جانی نقصانات:

مئی کا مہینہ مقامی اہلکاروں کے لئے بھی ماتم بن کر گزرا،جس میں نام نہاد افغانی فوج اور پولیس کے سینکڑوں اہلکار واصل جہنم ہوئے۔

اس مہینے میں دشمن کو بہت بڑا نقصان بھی برداشت کرنا پڑا جو نام نہاد مرکزی شوری کے قیدیوں کے کمیٹی کے سربراہ ارسلان رحمانی کی ہلاکت کی صورت میں ۱۳مئی کو پیش آیا۔۲۷مئی کو صوبہ کنڑ میں مرستیال حملہ آوروں کیساتھ مجاہدین کیساتھ ایک معرکہ میں اپنے بیٹے سمیت انجام

سے دوچار ہوا، اسی طرح اسی روز سیلاب کے نام سے ۲۰۱ اہلکاروں کے اولین کمانڈر صوبہ کنڑ کیساتھ صوبہ نورستان میں مجاہدین کی شدید فائرنگ کی زد میں آکر اپنے انجام سے دوچار ہوا۔

مقامی اور بے گناہ لوگوں کی ہلاکتیں:

افغانستان پر حملے سے لیکر اب تک ہزاروں بے گناہ افغانی جن میں بڑی تعداد خواتین، بچوں، اور بوڑھوں کی تھی، بیرونی حملہ آوروں اور ان کے زرخرید غلاموں کے ہاتھوں شہید ہوئے اور اب تک یہ سلسلہ اسی طرح جاری ہے، یوں لگتا ہے کہ امریکہ کے ساتھ وطن فروشی کے لئے کئے گئے اسٹراٹیجک معاہدے پر دستخط کرنے کا مطلب صلیبی درندوں کو بے گناہ افغانیوں کی شہادت کا سرٹیفکیٹ دینا تھا، تاکہ اس طرح امریکی ایجنٹ کرزئی اور اس کے زرخرید غلام امریکہ کے لئے اپنے خدمات پیش کر سکے۔

مئی کے مہینے میں بیرونی حملہ آوروں نے بے گناہ افغان عوام کو نہیں بخشا اور اس مہینے میں بھی کم از کم ۴۲ بے گناہ اور مظلوم افغانیوں کو اپنی درندگی کا نشانہ بناتے ہوئے شہید کر دیا، چنانچہ اس مہینے کا پہلا واقعہ ۴ مئی کو پیش آیا جب دشمن نے صوبہ زابل کے ضلع شاجری میں چار معصوم بچوں کو بے دردی کیساتھ شہید کیا، جس کی وجہ سے عوامی مظاہرے پھوٹ پڑے اور سیکورٹی اہلکاروں اور عوام میں جھڑپوں کا آغاز ہوا۔

دوسرا واقعہ ٦ مئی کو پیش آیا جب وحشی دشمن نے ایک مرتبہ پھر اسی علاقے پر حملہ کیا اور چار بے گناہ افراد کو گرفتار کر کے اپنے ساتھ نامعلوم مقام پر لے گئے، اسی روز مذکورہ وحشی صلیبیوں نے صوبہ کاپیسا کے ضلع آلہ ساری کو شدید بمباری کا نشانہ بنایا جس مین کم سے کم چار بے گناہ لوگ شہید کئے گئے

مذکورہ بالا واقعہ کے ایک دن بعد ۷ مئی کو اکیسویں صدی کے ترقی یافتہ درندوں نے صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین میں ایک گھر پر بمباری کر کے ایک ماں کو اپنے چار معصوم بچوں سمیت شہید کر دیا، اسی روز ایک دوسرے واقعہ میں وحشی صلیبیوں نے صوبہ بادغیس کے ضلع بالا مرغاب میں بے گناہ عوام پر بمباری کی جس میں کم از کم ۱۴ افراد شہید ہوئے۔

۱۳ مئی کو بھی خونخوار دشمن کی طرف سے صوبہ کنڑ کے وٹہ پور ضلع میں ۷ بے گناہ افراد کو شہید کر دیا گیا جس کی تصدیق ایک امدادی ادارے کے وفد نے بھی کی، اسی طرح ان وحشی درندوں نے ۲۷ مئی کو بھی صوبہ پکتیکا میں بمباری کر کے ایک گھر کے ۱۸ افراد کو شہید کیا، جن میں عورتیں، بچے بھی شامل تھے۔ بعد میں کٹھ پتلی حکومت کے نمائندوں نے بھی بڑی شرمندگی کیساتھ اس واقعے کی تصدیق کی۔

عومی نفرت وانتشار:

ان سفاکانہ کاروائیوں کی وجہ سے ان وحشی درندوں اور ان کے مقامی ایجنٹوں کی نفرت دن بدن عوام کے دلوں میں بڑھتی جا رہی تھی چنانچہ ٦ مئی کو مقامی پولیس میں شامل ایک اہلکار نے ان وحشی درندوں پر فائرنگ کر کے حملہ کر دیا، اسی واقعہ میں دشمن نے ایک اہلکار کے مردار ہونے اور کئی کے شدید زخمی ہونے کا خود اعتراف کیا ہے، مذکورہ واقعہ کے ایک دن بعد ایساف کی شکل میں قابض صلیبی ٹولہ نے اعلان کیا کہ مقامی پولیس اور فوج میں شامل مجاہدین کی موجودگی جو وقتاً فوقتاً بیرونی فوجیوں کو مارتے رہتے ہیں ان کے لئے باعث تشویش ہے، اس اعلانیہ میں کہا گیا کہ اس سال کے شروع سے لیکر اب تک مقامی پولیس اور فوج کے صفوں میں شامل مجاہدین کے ہاتھوں ۱۹ غیر ملکی فوجی ہلاک ہو چکے ہیں۔

۱۱ مئی کو افغانستان کے مقامی سیکورٹی ادارے کے ایک افیسر نے صوبہ کنڑ کے ضلع غازی آباد میں واقع ایک امریکی چیک پوسٹ میں گھس کر فائرنگ کی، جس میں دشمن کے بیان کے مطابق ایک فوجی ہلاک اور کچھ فوجی زخمی ہوئے، لیکن عینی شاہدین کے مطابق اس واقعہ میں کم از کم ۱۲، امریکی فوجی مردار ہوئے۔ مذکورہ واقعہ کے ایک روز بعد ۱۲ مئی کو صوبہ ہلمند کے ضلع گریشک کے آس پاس مقامی پولیس کے ۲ اہلکاروں نے برطانوی فوجیوں کو نشانہ بنایا، جس کے نتیجے میں دشمن کے رپورٹ کے مطابق ایک برطانوی فوجی مردار جبکہ ۲ شدید زخمی ہوئے۔

امریکہ کے ساتھ اسٹرٹیجک معاہدہ:

دو مئی کو امریکی ایجنٹ کرزئی نے کئی سالوں کی مکارانہ کوششوں کے بعد بالآخررات کے اندھیرے میں ملک وملت،افغان قوم کے ناموس،عزت وعفت کا سودا کرتے ہوئے اپنے امریکی آقاؤں کیساتھ اسٹراٹیجک معاہدے پر دستخط کر لئے،اگرچہ اس سے پہلے بھی امریکہ افغانستان میں خودسراوراپنی مرضی کا مالک تھا،لیکن اس معاہدے کے ذریعے اس نے افغانستان میں اپنی موجودگی کو ظاہری طور پر بھی جواز بخشنے کی کوشش کی،اوراس طرح مزید خودسری کا مالک بن گیا۔

اسٹراٹیجک معاہدے پر دستخط کے جواب میں:

مذکورہ معاہدے پر دستخط کے ایک روز بعدامارت اسلامیہ کے بہادر مجاہدین نے چاہا کہ امریکی ایجنٹ کرزئی اوراس کے غلام اداروں کی قلعی پوری دنیا کے سامنے کھول کر رکھدیں تاکہ انہیں معلوم ہوجائے کہ مزکورہ معاہدے کی افغان عوام کے نظروں میں کوئی حیثیت نہیں ہے۔نیز یہ معاہدہ مجاہدین کے کاروائیوں کی راہ میں کسی قسم کی رکاوٹ پیدانہیں کرسکتا۔بہادر مجاہدین نے اس روز ایساف کے عسکری مرکز گرین ویلیج نامی جگہ کواپنی کاروائی کانشانہ بنایا یہ کاروائی اگلے روز تک جاری رہی جس میں سینکڑوں مقامی اورغیرملکی فوجی مردارہوئے اوراس طرح انکی نااہلی پوری دنیا کے سامنے ظاہر ہوکر رہ گئی۔دشمن نے اس حملہ کے شدت کا تو اعتراف کرلیا لیکن اس میں ہونے والے اپنے مالی اور جانی نقصانات کو چھپادیا۔

موسم سرمامیں الفاروق نامی آپریشن کے نام سے نئی کارروائیوں کا آغاز:

مذکورہ اسٹراٹیجک معاہدے پر دستخط کے بعدامارت اسلامیہ کے مجاہدین نے الفاروق نامی آپریشن کے نام سے موسم سرما کی کاروائیون کا آغاز کیا۔چنانچہ ان کاروائیون کو شروع کرنے کا اعلان ہوتے ہی مجاہدین نے افغانستان کے کونے کونے موجودغیرملکیوں اورانکے زرخرید غلامون کے خلاف باقاعدہ کاروائیون کا آغاز کردیا۔ان کاروائیون میں دشمن کو پہنچائے جانے والے مالی اور جانی نقصانات کی کچھ تفصیل ذیل مین دی جارہی ہے۔

دن کے وقت مین کھلی آنکھوں سے خواب دیکھنا:

امریکی صدر بارک اوباما نے آدھی رات کے اندھیرے میں افغانستان کا سفر کرکے اپنے ایجنٹ صدکرزئی کیساتھ اس معاہدے پر دستخط کئے،اس معاہدے کے ذریعہ وہ سمجھنے لگا کہ پوراافغانستان اس کے زیرکنٹرول آگیا ہے اوراب وہاں ان کیلئے کسی قسم کی مشکلات نہیں رہی۔اسی وجہ سے انہوں نے ۷مئی کودنیا کے سامنے یہ اعلان کیا کہ ہم افغانستان میں اپنے مقاصد اوراہداف حاصل کرنے کے قریب پہنچ گئے ہیں اوراب افغانستان میں تبدیلی کی ہوا چل پڑی ہے اورطالبان کا زور بھی توڑدیا گیا ہے۔لیکن امریکی صدر کے اس اعلان کی قلعی اس وقت کھل گئی،جب امریکی گانگریس میں موجود انٹیلی جنس کمیٹیوں کے سربراہوں نے اعتراف کیا کہ اوباما کی طرف سے ۲۰۱۰ء کوافغانستان میں ۳۰ ہزار مزید فوجی بھیجنے کے باوجود طالبان اب بھی اس طرح فعال ہے۔نیز انہوں نے اوباما کے افغانستان سے فوجیوں کے واپسی کے اعلان پر بھی عدم اعتماد کا اظہار کیا

شگاگو کانفرنس!

۲۲مئی کو افغانستان میں موجود اتحادیوں کی طرف سے شگاگو کانفرنس بلایا گیا جوبغیر کسی نتیجے کے ناکامی سے دوچارہوا۔اس کانفرنس میں یہ اعلامیہ جاری کیا گیا کہ دوہزار تیرہ ۲۰۱۳ء کے نصف تک سیکورٹی کی ذمہ داری افغانستان کی مقامی فوج کے حوالے کردی جائے گی۔حالانکہ افغانستان کی مقامی فوج تو ڈیڑھ لاکھ غیرملکی فوجیوں سے مل کر بھی مجاہدین کا مقابلہ نہ کرسکی توجب یہ بیرونی حملہ آور یہاں سے چلے جائیں گے تب یہ زرخرید غلام کس طرح مجاہدین کے مقابلے میں ٹھہرسکیں گے۔

☆......☆......☆

ہم کیوں راہ جہاد پر نکلے؟

تحریر: طالب علم علوم الشریعہ
عبدالکریم ثبوتی شہید رحمہ اللہ
ترتیب: سعد اللہ بلوچی

ہمارے جری مجاہد شہید عبدالکریم نیمروزی رحمہ اللہ ۲۰ رجب ۱۴۰۷ھ کو پیدا ہوئے۔ پانچ سال کی عمر میں انہوں نے مکتب جانا شروع کیا اور جب دس برس کے ہوئے تو دارالتحفیظ میں داخل ہو گئے۔ ڈیڑھ سال کے عرصے میں قرآن کریم حفظ کیا اور پھر علوم الشریعہ کی تعلیم حاصل کرنی شروع کر دی۔ اپنی کمال ذہانت کی وجہ سے عربی کے ساتھ ساتھ انگریزی زبان بھی سیکھی اور دونوں زبانوں میں مہارت حاصل کی۔

اللہ ان پر اپنی رحمتیں نازل کرے وہ بہت ہی رقیق القلب تھے، جب کبھی کسی قائد یا شیخ کی شہادت کی خبر آتی تو بہت زیادہ رویا کرتے، جب ان سے کہا جاتا کہ مت اتنا روئیں! تو جواب دیتے:

''میں کیوں نہ روؤں جب کہ اللہ کے نیک بندے ایک ایک کر کے دنیا سے جا رہے ہیں، پھر اللہ سبحانہ تعالیٰ پچھلوں پر اپنی نظر نہیں کرے گا۔ پھر یہ حدیث سناتے کہ: نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے نیک بندے ایک ایک کر کے اوّل اوّل رخصت ہوتے جاتے ہیں اور پھر پیچھے کھجور کی گٹھلیوں کی طرح کوڑا کرکٹ رہ جائے گا، اللہ سبحانہ تعالیٰ ان کے حال کی کوئی پرواہ نہیں کرے گا''

عبدالکریم رحمہ اللہ مطالعہ کا بہت شوق رکھتے تھے اور ہمیشہ ایک چھوٹی ڈائری ان کے پاس ہوتی جس میں مفید باتیں درج کرتے رہتے تھے۔ ایک دن ان کی والدہ صبح فجر کی نماز کے لئے اٹھیں تو دیکھا کہ بہت غمگین ہیں، پوچھا بیٹا کیا بات ہے؟ کہنے لگے: میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہوں!!!''

وہ جیسے جیسے شرعی علوم حاصل کرتے گئے ان کا نفس جہاد کی طرف راغب ہوتا گیا یہاں تک کہ وہ افغانستان کے قافلۂ مجاہدین میں شامل ہو گئے۔ پوری دنیا میں امتِ مسلمہ کے ذلت آمیز حالات کے بارے میں سن کر اور بالخصوص افغانستان میں مسلمانوں کی خستہ حالی دیکھ کر ان کا دل بہت کڑھتا تھا۔

وہ جان چکے تھے کہ امت کا شرف اور عزت صرف جہاد میں ہی ہے۔ وہ ۱۴۲۹ھ میں برامچہ، ہلمند گئے اور وہاں مجاہدین کے بہت سے تربیتی مراکز میں تربیت حاصل کی، پھر فدائین میں اپنا نام درج کرا دیا۔ میں جب کبھی بھی ان کے مرکز میں گیا انھیں خصوصی تربیت میں مشغول پایا۔ پھر اسی سال موسمِ بہار میں وہ اپنے پندرہ ساتھیوں سمیت شدید بمباری کے بعد قافلہ شہداء میں شامل ہو گئے۔

یقیناً انہوں نے اپنے اس مضمون کے الفاظ کو اپنی شہادت سے ہمیشہ کے لئے زندہ کر دیا جو انہوں نے شہادت سے پہلے تحریر کیا تھا۔ وہ اس دنیا میں چند برس کے لئے رہے لیکن اب ان کے الفاظ ہمارے درمیان ہمیشہ کے لئے زندہ اور مشعلِ راہ ہیں، جیسا کہ گزشتہ دہائی میں جہاد کے مجدد اور مجاہدین کے شیخ ڈاکٹر عبداللہ عزام شہید رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے: ''ہمارے کلمات مردہ رہتے ہیں، یہاں تک کہ ہم ان کی خاطر مر کر ان کو ہمیشہ کے لئے زندہ کر دیتے ہیں اور وہ زندہ انسانوں کے درمیان ہمیشہ کے لئے زندہ ہو جاتے ہیں۔''

اب ہم آپ کے سامنے اپنے جری شہید بھائی کا مقالہ پیش کرتے ہیں، وہ لکھتے ہیں:

تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں جس نے انسانیت پر اسلام کی عظیم نعمت نازل فرمائی اور اسلام کو تمام بنی نوع انسان کے لئے بطور عالمی نظام پسند فرمایا، پس جو چاہے تو اس پر ایمان لے آئے اور جو چاہے انکار کر دے کہ دین میں کوئی جبر نہیں لیکن مسلم ہوں یا غیر مسلم سب کو اسی

دین کی اتباع کرنی ہوگی کہ یہی رب سبحانہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے اور لاکھوں درود و سلام ہو سید ولد آدم محمد ﷺ پر کہ جن پر یہ پیغام نازل ہوا اور جنھوں نے اس عالمی نظام کو دنیا بھر میں غالب کرنے کے لئے پہلا قدم اٹھایا اور اس نظام کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنے کے لئے جہاد فی سبیل اللہ کا آغاز کیا اور سلامتی ہو آپ کی آل اور اصحاب پر جنھوں اللہ کے امر کو پورا کرتے ہوئے زمین میں مفسدین کی جڑ کاٹنے اور اپنی زندگیوں کو اللہ کی رضا کے مطابق ڈھالنے کے لئے جہاد کے پرچم کو سربلند رکھا۔

میرے بھائی آپ جانتے ہیں کہ جہاد کیا ہے؟ عمومی معنوں میں جہاد ہر اس چھوٹی بڑی کوشش کا نام ہے جو اللہ کی رضا کے حصول کے لئے کی جائے اور ہر وہ منصوبہ جو دنیا میں اللہ کے کلمے کی سربلندی کے لئے بنایا جائے۔ پس نماز، روزہ، دعوت وقتال وغیرہ سب جہاد کے شعبے ہیں جیسا کہ حسین بن علیؓ فرماتے تھے: ''زندگی عقیدہ اور جہاد کا نام ہے۔'' جیسا اللہ سبحانہ نے اپنے کلام میں واضح فرمایا ہے ''والعصر۔۔۔۔''

''اور قسم ہے زمانے کی انسان نقصان میں ہے، مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور حق بات اور صبر کی تلقین کرتے رہے۔''

پس ایمان، عقیدہ اور عملِ صالح ہی جہاد ہے۔ جیسا کہ عالمِ اسلام کے عظیم مفکر اور داعی مولانا ابوالحسن علی ندویؒ نے فرمایا:

''لوگوں میں سے اللہ کا کامل ترین بندہ وہ ہے جو اپنی زندگی میں جہاد کے تمام مراتب کو حاصل کرلے''۔

لیکن ہم ابھی وقت کی قلت کی وجہ سے صرف جہاد بمعنی قتال فی سبیل اللہ پر ہی بات کریں گے۔ وہ جہاد جو اسلام کی عزت وعظمت اور غلبے کا ضامن اور اہلِ اسلام کی عصمت اور حریت کا محافظ ہے۔ جس کی وجہ سے اعلیٰ ترین اخلاق کا حامل انسانی معاشرہ وجود میں آتا ہے جس میں اللہ کی حدود نافذ ہوتی ہیں۔ جو زمین کے طول وعرض میں کلمۃ اللہ کے غلبے اور کفار کے فسادی، ظالم گروہوں کے زوال کا باعث ہے جو تاریخ کے ہر دور میں قبولِ حق اور دعوتِ اسلام کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ رہے ہیں۔

جہاد قرآن کی روشنی میں:

اگر ہم قرآن کریم کا بغور مطالعہ کریں تو یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ جہاد ایمان کا بلند ترین درجہ ہے۔ مثلاً

اَلَّذِينَ اٰمَنُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَ الَّذِينَ كَفَرُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ الطَّاغُوتِ فَقَاتِلُوا اَوْلِيَاءَ الشَّيطٰنِ اِنَّ كَيدَ الشَّيطٰنِ كَانَ ضَعِيفًا .

جو مومن ہیں سو وہ تو خدا کیلئے لڑتے ہیں اور جو کافر ہیں وہ بتوں کیلئے لڑتے ہیں سو تم شیطان کے مددگاروں سے لڑو (اور ڈرو مت) کیونکہ شیطان کا داؤ کمزور ہوتا ہے۔ (النساء۔ ۷۶)

غلطی پر ہے جو یہ گمان رکھتا ہے کہ بغیر جہاد کے جنت میں چلا جائے گا:

اللہ سبحانہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اَم حَسِبتُم اَن تَدخُلُوا الجَنَّةَ وَ لَمَّا يَعلَمِ اللّٰهُ الَّذِينَ جٰهَدُوا مِنكُم وَ يَعلَمَ الصّٰبِرِينَ .

کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ (بے آزمائش) بہشت میں جا داخل ہوگے حالانکہ ابھی خدا نے تم میں سے جہاد کرنے والوں کو تو اچھی طرح معلوم کیا ہی نہیں اور (یہ بھی مقصود ہے) کہ وہ ثابت قدم رہنے والوں کو معلوم کرے۔ (آل عمران۔ ۱۴۲)

اللہ سبحانہ تعالیٰ نے مجاہدین سے کیا سودا کیا ہے؟

اِنَّ اللّٰهَ اشتَرٰى مِنَ المُؤمِنِينَ اَنفُسَهُم وَ اَموَالَهُم بِاَنَّ لَهُمُ الجَنَّةَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَيَقتُلُونَ وَ يُقتَلُونَ وَعدًا عَلَيهِ حَقًّا فِي التَّورٰتِ وَ الاِنجِيلِ وَ القُراٰنِ وَ مَن اَوفٰى بِعَهدِهِ مِنَ اللّٰهِ فَاستَبشِرُوا بِبَيعِكُمُ الَّذِي بَايَعتُم بِهِ وَ ذٰلِكَ هُوَ الفَوزُ العَظِيمُ .

خدا نے مومنوں سے انکی جانیں اور انکے مال خرید لئے ہیں (اور اس کے) عوض میں ان کے لئے بہشت (تیار کی) ہے۔ یہ لوگ خدا کی راہ میں لڑتے ہیں تو مارتے بھی ہیں اور مارے جاتے بھی ہیں۔ یہ تورات اور انجیل اور قرآن میں سچا وعدہ ہے جس کا پورا کرنا اسے ضرور ہے اور خدا سے زیادہ

وعدہ پورا کرنے والا کون ہے؟ تو جو سودا تم نے اس سے کیا ہے اس سے خوش رہو اور یہی بڑی کامیابی ہے۔(التوبۃ۔۱۱۱)

مجاہدین اللہ سبحانہ تعالیٰ کے محبوب ہوتے ہیں:

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِینَ یُقَاتِلُونَ فِی سَبِیلِہٖ صَفًّا کَاَنَّھُم بُنیَانٌ مَّرصُوص .

جو لوگ خدا کی راہ میں (ایسی طور) پر پیر جما کر لڑتے ہیں گویا سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں وہ بیشک محبوب مددگار ہیں۔(الصف۔۴۰)

غلط فہمی میں ہے جو یہ سمجھے کہ جہاد کے بغیر پورے دین کو اختیار کرلے گا:

اَم حَسِبتُم اَن تُترَکُوا وَ لَمَّا یَعلَمِ اللّٰہُ الَّذِینَ جٰھَدُوا مِنکُم وَ لَم یَتَّخِذُوا مِن دُونِ اللّٰہِ وَ لَا رَسُولِہٖ وَ لَا المُؤمِنِینَ وَلِیجَۃً وَ اللّٰہُ خَبِیرٌ بِمَا تَعمَلُونَ.

کیا تم لوگ یہ خیال کرتے ہو کہ (بے آزمائش) چھوڑ دیے جاؤ گے؟اور ابھی تو خدا نے ایسے لوگوں کو متمیز کیا ہی نہیں جنہوں نے تم میں سے جہاد کیا اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں کے سوا کسی کو دلی دوست نہیں بنایا۔ اور اللہ تمہارے (سب) کاموں سے واقف ہے۔(التوبۃ۔۱۶)

بے شک اللہ سبحانہ تعالیٰ نے طبعی موت کے برعکس شہداء کے لئے اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے اور کلامِ مجید کی کثیر آیات میں شہداء کے فضائل بیان کیے ہیں۔مثلاً:

وَ لَا تَقُولُوا لِمَن یُّقتَلُ فِی سَبِیلِ اللّٰہِ اَموَاتٌ بَل اَحیَاءٌ وَّ لٰکِن لَّا تَشعُرُونَ .

اور جو لوگ خدا کی راہ میں مارے جائیں ان کی نسبت یہ نہ کہنا کہ وہ مرے ہوئے ہیں (وہ مردہ نہیں) بلکہ زندہ ہیں لیکن تم نہیں جانتے ۔(البقرۃ۔۱۵۴)

وَ لَا تَحسَبَنَّ الَّذِینَ قُتِلُوا فِی سَبِیلِ اللّٰہِ اَموَاتًا بَل اَحیَاءٌ عِندَ رَبِّھِم یُرزَقُونَ.

اور جو لوگ خدا کی راہ میں مارے گئے ان کو مرے ہوئے نہ سمجھنا (وہ مرے ہوئے نہیں ہیں) بلکہ خدا کے نزدیک زندہ ہیں اور ان کو رزق مل رہا ہے۔(آل عمران۔۱۶۴)

اور اسی طرح اللہ سبحانہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَ الَّذِینَ اٰمَنُوا بِاللّٰہِ وَ رُسُلِہٖ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصِّدِّیقُونَ وَ الشُّھَدَاءُ عِندَ رَبِّھِم لَھُم اَجرُھُم وَ نُورُھُم وَ الَّذِینَ کَفَرُوا وَ کَذَّبُوا بِاٰیٰتِنَا اُولٰٓئِکَ اَصحٰبُ الجَحِیمِ .

اور جو لوگ خدا اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لائے یہی اپنے پروردگار کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں ان کے لئے ان (کے اعمال) کا صلہ ہوگا اور ان (کے ایمان) کی روشنی اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہی اہل دوزخ ہیں۔(الحدید۔۱۹)

اسی طرح بہت سی آیات اور احادیث ہیں جن میں جہاد سے پیچھے بیٹھ رہنے والوں کو وعید سنائی گئی ہے لیکن ابھی ہم ان کو قارئین کے مطالعے کے لئے چھوڑتے ہیں کہ وہ خود ان پر غور وفکر کریں۔

اتنی زیادہ آیات و احادیث میں قتال فی سبیل اللہ کا حکم اور فضیلت بیان ہونے کے بعد کون سی چیز ہے جو ہمیں اس سے دور رکھتی ہے؟

اللہ کی قسم! اگر ہم جہاد کو ترک کردیں گے تو ضرور اللہ سبحانہ تعالیٰ ہم پر ذلت مسلط کردے گا۔اور جو قوم دشمن کے حملے کے باوجود گھروں میں بیٹھے رہے بے شک ذلت ورسوائی اس کا مقدر ہے۔

اگر ہم غور کریں تو دو ہی چیزیں ہیں جو ہمیں میدان جہاد سے دور رکھتی ہیں۔ ۱۔حب الدنیا، ۲۔کراھیۃ الموت

جہاں تک پہلے مانع کا تعلق ہے جس کی وجہ سے ہم دشمن کے مقابلے میں جانے سے کتراتے ہیں تو ہمیں معلوم ہونا چاہئے کہ دنیا اور اس کی ساری خوبصورتیاں فانی اور دھوکہ ہیں۔اللہ سبحانہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

قُل اِن کَانَ اٰبَاؤُکُم وَ اَبنَاؤُکُم وَ اِخوَانُکُم وَ اَزوَاجُکُم وَ عَشِیرَتُکُم وَ اَموَالُ اقتَرَفتُمُوھَا وَ تِجَارَۃٌ تَخشَونَ کَسَادَھَا وَ مَسٰکِنُ تَرضَونَھَا اَحَبَّ اِلَیکُم مِّنَ اللّٰہِ وَ رَسُولِہٖ وَ جِھَادٍ فِی سَبِیلِہٖ فَتَرَبَّصُوا حَتّٰی یَاتِیَ اللّٰہُ بِاَمرِہٖ وَ اللّٰہُ لَا یَھدِی القَومَ الفٰسِقِینَ۔

کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور بیویاں اور خاندان کے آدمی اور مال جو تم کماتے ہو اور تجارت جس کے بند ہونے سے ڈرتے ہو اور مکانات جن کو پسند کرتے ہو خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اور خدا کی راہ میں جہاد کرنے سے تمہیں زیادہ عزیز ہوں تو ٹھہرے رہو یہاں تک کہ خدا اپنا حکم (یعنی عذاب) بھیجے۔ اور خدا نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔(التوبۃ۔۲۴)

جہاں تک موت سے خوف کا تعلق ہے تو ہمیں اس بات کا یقین ہونا چاہئے کہ اگر تلوار سے موت نہ بھی آئے تو کئی اور دیگر وجوہات بھی ہیں جو موت کا باعث بن سکتی ہیں۔ اللہ پاک فرماتے ہیں:

اَیۡنَ مَا تَکُوۡنُوۡا یُدۡرِکۡکُّمُ الۡمَوۡتُ وَ لَوۡ کُنۡتُمۡ فِیۡ بُرُوۡجٍ مُّشَیَّدَۃٍ وَ اِنۡ تُصِبۡہُمۡ حَسَنَۃٌ یَّقُوۡلُوۡا ہٰذِہٖ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ وَ اِنۡ تُصِبۡہُمۡ سَیِّئَۃٌ یَّقُوۡلُوۡا ہٰذِہٖ مِنۡ عِنۡدِکَ قُلۡ کُلٌّ مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ فَمَالِ ہٰۤؤُلَآءِ الۡقَوۡمِ لَا یَکَادُوۡنَ یَفۡقَہُوۡنَ حَدِیۡثًا ۔

(اے جہاد سے ڈرنے والو!) تم کہیں بھی رہو موت تو تمہیں آ کر رہی گی خواہ بڑے بڑے محلات میں رہو اور اگر ان کو کوئی فائدہ پہنچتا ہے تو (اے محمد تم سے) کہتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے ہے اور اگر کوئی گزند پہنچتا ہے تو (اے محمد تم سے) کہتے ہیں کہ یہ (گزند) آپ کی وجہ سے (ہمیں پہنچا) ہے کہہ دو کہ (رنج وراحت) سب اللہ ہی کی طرف سے ہے ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ بات بھی نہیں سمجھ سکتے؟

قُلۡ لَّوۡ کُنۡتُمۡ فِیۡ بُیُوۡتِکُمۡ لَبَرَزَ الَّذِیۡنَ کُتِبَ عَلَیۡہِمُ الۡقَتۡلُ اِلٰی مَضَاجِعِہِمۡ وَ لِیَبۡتَلِیَ اللّٰہُ مَا فِیۡ صُدُوۡرِکُمۡ وَ لِیُمَحِّصَ مَا فِیۡ قُلُوۡبِکُمۡ وَ اللّٰہُ عَلِیۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ۔ 154:003

کہہ دو کہ اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو جن کی تقدیر میں مارا جانا لکھا تھا وہ اپنی اپنی قتل گاہوں کی طرف ضرور نکل آتے اس سے غرض یہ تھی کہ خدا تمہارے سینوں کی باتوں کو آزمائے اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اس کو خالص اور صاف کر دے اور خدا دلوں کی باتوں سے خوب واقف ہے ۔(ال عمران۔۱۵۴)

اے نوجوان بھائیو! بحر وبر میں ہر طرف فساد پھیل چکا ہے، طرح طرح کے فتنے جہنم کے شعلوں کی طرح دنیا کے شرق وغرب کو اپنی لپیٹ میں لئے ہوئے ہیں۔ مغرب اور اس کے اتحادی اپنا سب کچھ لے کر اسلام اور اس کے نظریات کو مٹانے کے لئے میدان میں اتر آئے ہیں اور اپنے کفریہ نظام کو دنیا پر غالب کرنے کے لئے اپنی استطاعت کے مطابق جان و مال کی قربانی دے رہے ہیں۔

ہمیں اللہ سبحانہ تعالیٰ نے دنیا کا امام بنایا ہے اور اسلام کو ساری دنیا پر غالب ہونے کے لئے بھیجا ہے پھر ہمیں کیا ہو گیا ہے کہ ہم بیٹھے رہیں اور یہود و نصارٰی دنیا میں ہر طرف فساد پھیلاتے رہیں۔

پر ترے نام پہ تلوار اٹھائی کس نے
بات جو بگڑی تھی وہ بنائی کس نے
تھے ہمیں ایک ترے معرکہ آراؤں میں
خشکیوں پہ کبھی لڑتے کبھی دریاؤں میں
دیں اذانیں کبھی یورپ کے کلیساؤں میں
کبھی افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں
شان آنکھوں میں نہ جچتی تھی جہانداروں کی
کلمہ پڑھتے تھے ہم چھاؤں میں تلواروں کی
ہم جو جیتے تھے تو جنگوں کی مصیبت کے لیے
اور مرتے تھے ترے نام کی عظمت کے لیے
تھی نہ کچھ تیغ زنی اپنی حکومت کے لیے
سربکف پھرتے تھے کیا دہر میں دولت کے لیے
قوم اپنی جو زر و مال جہاں پہ مرتی
بت فروشی کے عوض بت شکنی کیوں کرتی

علامہ محمد اقبالؒ

بے شک ہمارے پاس ان کفار و مشرکین کے ساتھ قتال کے علاوہ کوئی راستہ باقی نہیں جو اللہ کے رسولوں کو جھٹلاتے ہیں، اللہ کے حدود کو پامال کرتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں۔

جہاد میں راز کی حفاظت کی اہمیت

حماد صافی

ترجمہ: احمد یٰسین حسرت

وما علینا الا البلاغ.

اسلام اور خاص کر جہاد میں راز کی حفاظت کے پیش نظر چند سطور زیب قرطاس کی جارہی ہیں۔

راز کی حفاظت کی اہمیت جاننے کیلئے اتنا کافی ہے کہ جو شخص راز کی حفاظت کرنا جانتا ہو اور ایسا وصف رکھتا ہو وہ سب کا ممدوح ہوتا ہے۔راز کی حفاظت ایک ایسا پیمانہ ہے جس سے لوگوں کی دانائی' شرافت' ہمت اور مروت کا اندازہ ہوتا ہے۔اس بات میں بھی کوئی شک نہیں کہ مال کی حفاظت سے زیادہ راز کی حفاظت آسان ہے اور ہر ایک کے بس میں ہے مگر پھر بھی بہت سے دولت مند اور دولت کے چوکیدار رازوں کی حفاظت نہیں کر پاتے۔انتہائی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مجاہدین کی صفوں میں راز چھپانے سے لاپرواہی برتنے کی عادت عام ہوگئی ہے اور یہ ایک ایسا امر ہے جس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔جس کے نتیجے میں مجاہدین اور دیگر اہل جہاد کی تکالیف میں اضافہ ہوجاتا ہے اور جہادی مہمات اور تحریکیں معطل ہوکر رہ جاتی ہیں۔

قرآن مجید وسنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے اس کی اہمیت واضح کرنے کے لئے کچھ حوالہ جات ذکر کرتا ہوں تاکہ ہمارا اخلاق اور جہاد اس قیمتی دولت سے فیض یاب ہوسکے۔

قرآن مجید میں ایسی بہت سی آیتیں موجود ہیں جو راز کی حفاظت کرنے پر زور دیتی ہیں اور ایسے واقعات کا تذکرہ ہے جہاں راز کی حفاظت کی بدولت لوگوں نے نجات پائی۔اللہ تعالیٰ وعدے کی حفاظت کا حکم دیتے ہوئے فرماتے ہیں [واوفوا بالعهد ان العهد كان مسؤلا] راز بھی ایک قسم کا وعدہ ہے جس کی حفاظت کا آپ سے وعدہ لیا گیا ہے اس لئے اس راز کا چھپانا آپ کا فرض ہے۔اور ایک مقام پر ان لوگوں پر عتاب نازل کیا گیا ہے جنہوں نے راز کو افشاء کیا۔ایسا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن کے ایک واقعے میں ذکر ہے جس کے بارے میں سورۂ تحریم کی ابتدائی آیتیں نازل ہوئیں ارشاد باری تعالی ہے [واذ اسر النبی الی بعض ازواجہ حدیثا فلما نبأت بہ واظہرہ اللہ عرف بعض واعرض عن بعض] الآیۃ۔

[۱] لوط علیہ السلام کا فرشتوں کے آنے کی اطلاع کو اپنی قوم اور اپنی اہلیہ سے چھپانا جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے :

قالو ایا لوط انا رسل ربک لن یصلو ا الیک فاسر باهلک بقطع من اللیل ولا یلتفت منکم احدالا امرأتک انه مصیبها ما اصابهم ان موعدهم الصبح الیس الصبح بقریب .

[۲] یوسف علیہ السلام کا والد کی ہدایت کے مطابق اپنے خواب کو بھائیوں سے چھپانا۔اللہ تعالی نے انتہائی صاف الفاظ میں اس بات کو قرآن پاک میں بیان فرمایا ہے:

قال یابنی لاتقصص رؤیاک علی اخوتک فیکیدو لک کیدا ، ان الشیطان للانسان عدو مبین .

انتہائی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مجاہدین کی صفوں میں راز چھپانے سے لاپرواہی برتنے کی عادت عام ہوگئی ہے اور یہ ایک ایسا امر ہے جس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔جس کے نتیجے میں مجاہدین اور دیگر اہل جہاد کی تکالیف میں اضافہ ہوجاتا ہے اور جہادی مہمات اور تحریکیں معطل ہوکر رہ جاتی ہیں۔

[۳] خضر علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام سے اپنے کئے جانے والے عجیب وغریب کام کرنے کی وجہ چھپانا ۔اللہ تعالیٰ نے اس واقعے کا ذکر قرآمجید میں یوں فرمایا:

قال انک لن تستطیع معی صبرا و کیف تصبر علی مالم تحط بہ خبرا، قال ستجدنی انشاء اللہ صابرا ولا اعصی لک امرا. قال فان اتبعتنی فلاتسئلنی عن شیٔ حتی احدث لک منہ ذکرا.

سیدنا ماوردی رحمہ اللہ بندوں کے عیوب پر اللہ کی جانب سے پردہ ڈالنے سے متعلق فرماتے ہیں :جب اللہ تعالیٰ کو بندوں کے رازوں، عیوب اور پوشیدہ وظاہری گناہوں کا علم ہے مگر پھر بھی وہ اپنا پردہ نہیں ہٹاتا اور نہ ہی کسی کو رسوا کرتا ہے تو بندوں کو زیادہ اس بات کی ضرورت ہے کہ وہ اپنے راز لوگوں سے چھپائیں ۔اللہ تعالیٰ نے اپنے اس احسان کا تذکرہ ان الفاظ میں فرمایا ہے۔

عالم الغیب فلایظھر علی غیبہ احدا الامن ارتضی من رسول.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو راز چھپانے کی ترغیب اور اس کے افشاء سے بچنے کا حکم دیتے تھے اور یہ اس لیے بھی کہ یہ انبیاء کے عادات میں سے ہے ۔اس لیے ہمارا دین حنیف اس عظیم خصلت کے اپنانے کا حکم دیتا ہے ۔جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

استعینوا علی اِنجاح الحوائج بالکتمان فان کل ذی نعمۃ محسود . رواہ البیھقی فی شعب الایمان و صححہ محمد ناصر الدین فی صحیح الجامع.

سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے : **اذا حدث الرجل بالحدیث ثم التفت فھی الامانۃ** ۔ رواہ ابوداؤد و احمد

ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: احفظ سری تکن مومنا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی زندگی ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے جن سے راز چھپانے کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے ۔اس لیے مجاہد بھائیوں سے گزارش ہے کہ اول سے آخر تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا مطالعہ کریں اور ان مقامات پر ذرا سا توقف کرکے تدبر سے کام لیں جہاں رازوں کی حفاظت کی تعلیمات موجود ہیں۔ اور یہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ ہم اپنے جہاد میں جب تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے استفادہ نہیں کریں گے اس وقت تک کامیاب نہیں ہوں گے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے چند نمونے حاضر خدمت ہیں

> غزوۂ خندق میں خندق کھودنے میں بیس کے لگ بھگ دن لگ گئے اور یہ مدت یہود مدینہ یا کفار قریش کو اطلاع دینے کے لیے کافی سے بھی زیادہ ہے مگر خندق کھودنے کا کام اتنے خفیہ طریقے سے ہوا کہ جب کفار مکہ نے آکر خندق کو دیکھا تو انہیں حیرت ہوئی اور یہ انہیں ایک اجنبی سا اقدام لگا اسی لئے تو انہوں نے خندق کے قریب کھڑے ہو کر کہا تھا:"خدا کی قسم یہ ایسی چال ہے کہ عربوں نے کبھی ایسی چال نہیں چلی"۔

۱۔ ہجرتِ مدینہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مدینہ کی جانب ہجرت کا ارادہ فرمایا تو اپنے لیے ایک ہی رفیق سفر کو منتخب فرمایا جو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش سے اپنے ارادے کو خفیہ رکھا اور احتیاط کے تمام تر لوازمات کو اپنے سامنے رکھا ۔تاوقتیکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت امن سے مکہ سے نکل کر مدینہ روانہ ہوئے ۔ذیل میں ہم ان لوازمات اور احتیاطی تدابیر کا مختصر تذکرہ کرتے ہیں:

[۱]   اپنی عادت شریفہ کے برخلاف سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے گھر جانے کے لیے رات کے وقت کا انتخاب کیا۔

[۲]   سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ کمرے میں ان کے علاوہ جو لوگ تھے ان کو باہر نکالا۔

[۳]   حضرت عبداللہ ابن ابی بکر رضی اللہ تعالی عنہ کو مکہ کی خبریں پہنچانے کے لیے مقرر فرمایا جو رات کے وقت خبریں پہنچایا کرتے تھے۔

[۴]   سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالی عنہا رات کے وقت ان کے پاس کھانا لے کر آتیں۔

[۵]   سیدنا عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالی عنہ کو حکم دیا کہ غار ثور کی جانب جو قدموں کے نشانات تھے ان کو مٹائے۔

[۶]   ایک اچھے طریقے سے راستہ جاننے والے کی خدمات حاصل کیں۔

[۷]   عام راستے سے ہٹ کر گم نام راستہ اپنایا۔

مجاہدین کرام! یہ تمہارے نبی تھے اور تمہارے قائد، کیسے احتیاط فرمایا انہوں نے اپنی ہجرت میں۔ آپ پر بھی لازم ہے کہ ان کی اقتداء کریں۔ اپنی ہجرت اور جہاد اور اپنی صبح و شام کی زندگی میں ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں۔ ب۔ غزوۂ بدر کبری میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اونٹوں کی گردنوں سے گھنٹیاں اتار دی جائیں تا کہ لشکر کی نقل و حرکت خفیہ رہے۔

ج۔   غزوۂ خندق میں خندق کھودنے میں بیس کے لگ بھگ دن لگ گئے اور یہ مدت یہود مدینہ یا کفار قریش کو اطلاع دینے کے لیے کافی سے بھی زیادہ ہے مگر خندق کھودنے کا کام اتنے خفیہ طریقے سے ہوا کہ جب کفار مکہ نے آ کر خندق کو دیکھا تو انہیں حیرت ہوئی اور یہ انہیں ایک اجنبی سا اقدام لگا اسی لئے تو انہوں نے خندق کے قریب کھڑے ہو کر کہا تھا: ''خدا کی قسم یہ ایسی چال ہے کہ عربوں نے کبھی ایسی چال نہیں چلی''۔

د۔   نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سریہ عبداللہ بن جحش کو ہجرت کے دوسرے سال حالات معلوم کرنے کی ذمہ داری سونپ کر روانہ کیا جس کے کل بارہ ارکان تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک تحریر لکھ کر دی اور کہا کہ ۲ دن تک اس تحریر کو کھول کر نہ پڑھیں۔ دو دن بعد اسے کھول کر پڑھنا۔ دو دن کے بعد خط کھول کر پڑھا گیا۔ اس خط کا مضمون تھا: جب تم میری تحریر کو پڑھو تو چلتے رہو یہاں تک کہ نخلہ [جو کہ مکہ اور طائف کے درمیان ایک علاقہ ہے] تک پہنچ جاؤ۔ پھر ہمیں قریش کے قافلے کا حال معلوم کر کے بتاؤ۔ جب انہوں نے خط کو پڑھا تو کہا **سمعا و طاعة** [ہم نے سن لیا اور مان لیا]

راز چھپانے کے اس طریقے سے ہمارے دشمنوں نے دوسری جنگ عظیم میں فائدہ اٹھایا۔

ھ۔   اس طرح غزوہ بنی اسد میں صحابہ کرام کو رات کے وقت چلنے اور دن کو چھپ جانے کا حکم دیا اور عام استعمال ہونے والے راستے سے ہٹ کر الگ راستہ اختیار کرنے کا حکم دیا یہاں تک کہ دشمن کو ان کے کسی نقل و حرکت کی اطلاع نہ ہو سکی۔ انہوں نے بنی اسد پر ایسے وقت میں حملہ کیا کہ ان کو کسی چیز کی خبر نہ تھی اور نہ ان کو ایسے حملے کی کوئی توقع تھی۔ اس طرح بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔

و۔   فتح مکہ جو کہ آخری غزوات میں سے ہے اس موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احتیاط کا عالم دیکھیے حافظ ابن کثیرؒ البدایہ والنہایہ میں فرماتے ہیں جب ابوسفیان مدینہ سے ناکام ہو کر واپس لوٹا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں تیاریوں کا آغاز فرمایا اور سیدنا عائشہؓ سے فرمایا کہ تیاری کرو مگر کسی کو اطلاع نہ دو۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی ضرورت کیوجہ سے باہر نکلے اس دوران سیدنا ابوبکر صدیقؓ آئے ۔ سیدنا عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے پاس بہت سا گندم رکھا ہے جسے ام المومنین صاف کر رہی ہیں اور پیس رہی ہیں۔ انہوں نے پوچھا بیٹی! یہ کھانے کی چیزیں کیوں تیار کر رہی ہو! وہ خاموش رہیں پھر پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی غزوہ کا ارادہ فرمایا ہے۔ ام المومنین

تب بھی خاموش رہیں۔انہوں نے پوچھا کیا بنوالاصفر[یعنی اہل روم] سے لڑنے کا ارادہ کیا ہے۔وہ تب بھی خاموش رہیں پھر پوچھا کیا اہل نجد سے؟ وہ تب بھی خاموش رہیں پھر پوچھا کیا اہل قریش سے وہ پھر بھی خاموش رہیں۔اس دوران نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ان سے دریافت فرمایا''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ [صلی اللہ علیہ وسلم] نے لڑائی کیلئے نکلنے کا ارادہ فرمایا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جی ہاں! پوچھا بنوالاصفر کے خلاف؟ فرمایانہیں۔پوچھا اہل نجد کے خلاف؟ فرمایانہیں۔پوچھا قریش کے خلاف؟ فرمایا جی ہاں۔دیکھئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمل کے ذریعے تربیت،سیدنا عائشہ نے اپنے والد سے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کو چھپائے رکھا۔

سیدنا عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں جس نے اپنے راز کی حفاظت کی اس کا اختیار اس کے ہاتھ میں رہا۔سیدنا عثمانؓ نے اپنے کاتب حمران کو ہٹا کر بصرہ بھیج دیا اس لئے کہ انہوں نے ان کے راز کو افشاں کیا تھا۔سیدنا علیؓ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ راز تمہارا ایک قیدی ہے اگر تم نے اس کے متعلق بات کی تو وہ تمہیں قیدی بنالے گا۔نیز فرمایا اپنے راز کو اپنے خیر خواہوں کے سامنے بھی افشاء نہ کرنا اس لئے کہ ہر خیر خواہی کرنے والے کا ایک خیر خواہ ہوتا ہے۔ سیدنا عمر بن العزیزؒ فرماتے ہیں کہ دل رازوں کا برتن ہے۔ہونٹ اس کے لئے ایک تالا اور زبان اس کی چابی ہے۔ہر آدمی کو چاہئے کہ اس چابی کی حفاظت کرے۔

پیارے بھائیو! ہمیں چاہئے تمام امور کے بارے میں اپنے رازوں کی حفاظت کریں اس لئے کہ یہ خوبی وخصلت وفضیلت و مروت کا دوسرا نام ہے۔اوراس پر مستزاد یہ کہ ہمارا دین ہمیں اس کا حکم دیتا ہے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قریبی ساتھیوں سے بھی عزائم حرکت کا وقت،لشکر کی تعداد اور اس کی تنظیم چھپائے رکھتے۔

اس لئے کہ رازوں کی حفاظت لشکر کی ایک سب سے بڑی مدد اور اس کا افشاء سب سے بڑی شکست ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت

عَنْ جابر رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم :

مثلی ومثلکم کمثل رجلٍ اوقد ناراً فجعل الجناد ب والفراش یقعن فیھا وھو یذ بھن عنھا وانا اخذ بحجز کم عن النار وا نتم تفلتون من یدی . [مسلم].

ترجمہ:

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میری اور تمہاری مثال اس شخص کی ہے جس نے آگ روشن کی ، پھر پتنگے اور پروانے اس میں گرنے لگے اور وہ انہیں آگ سے دور ہٹا رہا ہو تو میں بھی تمہاری کمر پکڑ کر تمہیں جہنم کی آگ سے ہٹا رہا ہوں اور تم ہو کہ میرے ہاتھ سے چھوٹے جارہے ہو''

توضیح:

آج کے مسلم معاشروں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے دعوے بہت ہوتے ہیں اور ان میں بعض اوقات غلو بھی کیا جاتا ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقہ زندگی کو چھوڑ کر غیر اسلامی زندگی گزارنے پر نہ صرف لوگ راضی ہیں بلکہ خوش اور مطمئن ہیں، یہی وہ پتنگے اور پروانے ہیں جن کا ذکر تمثیلاً حدیث میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور آپ کا پیغام جو دنیا اور آخرت کی فلاح اور جہنم کی آگ سے نجات کا ضامن ہے، اسے چھوڑ کر دنیا کے عارضی فوائد اور عیش وعشرت کے حصول میں اپنی زندگی کھپا رہے ہیں ''۔

امریکی عالمی نمبرداری کو افغانی دھچکا

محمد عادل

ہاتھی ایک ہی ضرب سے کبھی بھی تیورا ہو کر نہیں گرتا! زخمی حالت میں بھی وہ اپنی دھاک بٹھانے کی تگ و دو میں مصروف رہتا ہے! فرعون کی حاکمیت کی چولیں بھی ہل چکی تھیں! داد و دہش، ایمان لانے والے جادو گروں کے سامنے ماند پڑ چکی تھی! مگر رعونت اور تکبر، سامنے کی حقیقت اور دیوار پہ لکھے کا اقرار تو کجا پڑھنا بھی نہیں چاہتا تھا! لیکن دم آخریں وہ لمحہ، جس میں انسان ان چیزوں کا مشاہدہ بھی کرسکتا ہے جو عام صحت مند انسان کی نگاہوں سے اوجھل رہتی ہیں، اس نے فرعون کی انانیت کے بت کو پاش پاش کردیا اور وہ بول اٹھا:

قال امنت انہ لاالہ الاالذی آمنت بہ بنوا اسرائیل .

کہ میں اس رب پر ایمان لایا جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں۔

روشِ فرعونیت کے عصری علمبردار امریکہ کی کیفیت بھی ایک بدمست ہاتھی اور اسی فرعونِ موسیٰ کی طرح ہی ہے جو مٹھی سے پھسلتی ریت کی مانند عالمی نمبرداری کی اپنی کمزور ہوتی گرفت کو ماننے کے لیے تیار نہیں ہے۔ بہادر اور جری طالبان نے اس ہاتھی کو مضبوط اور مسلسل مزاحمت کا گھائل کردینے والا زخم دے کر میدان سے صحیح سلامت بھاگنے کے قابل نہیں چھوڑا ہے۔ دنیا بھر کے سامنے اپنی ٹیکنالوجی کے سحر سے رعب و دبدبہ اور تسلط و اقتدار قائم کرنے کے گھمنڈ کو تو مجاہدین نے افغانستان کے طول و عرض میں اُن ابتدائی سالوں ہی میں موسیٰ کے ید بیضاء کی سی طاقت کے ساتھ مات دے دی تھی جب مجاہدین انتہائی کسمپرسی کی حالت میں تھے۔

آج کا یہ فرعون اپنے ''محفوظ امریکہ'' کی گارنٹی حاصل کرنے کے لیے گارنٹر ڈھونڈ رہا ہے تاکہ یہاں سے اپنی نام نہاد عزت بچا کر بھاگ سکے، مگر امریکہ اس مرد درویش ملا داداللہؒ کی بات کو شاید بھول رہا ہے کہ ''امریکہ آیا تو اپنی مرضی سے ہے مگر اب جائے گا ہماری مرضی سے۔''

ویتنام کی جنگ نے امریکیوں کو یہ سبق سکھا دیا تھا کہ ان کی طاقت محدود ہے مگر امریکہ اسے ماننے کو تیار نہیں تھا اب ''دہشت گردی کے خلاف جنگ'' کے یہ گیارہ سال امریکہ کو ''تاریخ کے اختتام'' سے اوبامہ کے اس ڈھیلے ڈھالے اور بے جان اعلان کی طرف لے جا چکے ہیں جس میں امریکی اختیارات اور قوت کی حدود بیان کی گئی ہیں۔ اقتصادی بحران اور قرضوں کے بحران نے بالآخر امریکی رویے کو شکست سے دوچار کردیا ہے۔

اس تحریر میں ہم مجاہدین کی پے در پے ضربوں کی وجہ سے دنیا پر اپنے جبر و استبدا کو قائم رکھنے کی کوشش میں ناکام ہوتے امریکہ کی اس صورتِ حال کی تصویر کشی کی کوشش کریں گے جو آج اسے درپیش ہے۔ گزشتہ گیارہ سالوں میں امریکہ نے افغانستان، عراق اور لیبیا میں صرف یہ طے کرنے کے لیے جنگ مسلط کر دی کہ وہاں حکومت کون کرے گا مگر اب، عرب بہار(Arab Spring)، ایران کے ایٹمی طاقت بن کر ابھرنے کا ''خدشہ'' اور لیبیا کے برعکس شام میں جاری بشار الاسد کی حکومتی درندگی کے خلاف ''جمہوریت'' کے قیام کے لیے عسکری مداخلت میں ہچکچاہٹ اس بات کی علامت ہے کہ عالمی نمبرداری کا امریکی نشہ کچھ اترنا شروع ہوگیا ہے اور پلوں پر سے بہت سا پانی گزر چکنے کے بعد اب وہ نقصان سے بچنے کے منصوبے بنانے لگا ہے۔ گو کہ لہجوں کا تکبر ابھی بھی اپنی جگہ قائم ہے مگر پتھر کے دور میں دھکیل دینے والی دھمکی کا منبع، شیطانی دماغ، جن قدموں کی

مضبوطی پر نازاں تھا، اب وہ لڑکھڑا رہے ہیں بلکہ بسا اوقات ایسا بھی ہو رہا ہے کہ حکمتِ عملی بنانے میں کبھی ایک قدم آگے اور دو قدم پیچھے والی کیفیت بن چکی ہے۔

اس کا اندازہ اوبامہ کی پچھلے سال کی اس تقریر سے بھی ہوتا ہے جس میں اس نے کہا تھا کہ امریکہ ہر اس جگہ پر اپنی فوج استعمال نہیں کر سکتا جہاں ''تشدد'' رونما ہو۔

امریکہ کی آج کی صورت حال ۱۹۴۵ء کے برطانیہ (جس کی فتوحات کو بھی اصل روک افغانستان کے غیور مسلمانوں نے ہی لگائی تھی جب برطانوی فوجی دستے میں سے صرف ایک ڈاکٹر برائیڈن ہی واپس بھیجا گیا تھا تاکہ وہ اپنے آقاؤں کو اپنے ساتھ بیتنے والا پورا واقعہ سنا سکے اور آئندہ اس غلطی کو نہ دہرایا جائے) سے بالکل بھی مختلف نہیں۔ قرضوں میں دبا، نیشنل ہیلتھ سروس قائم کرنے اور ''فلاحی'' ریاست ہونے کے دیگر لوازمات پورے کرنے کے لیے پرعزم برطانیہ مزید متحمل نہیں ہوسکتا تھا کہ ایک سلطنت کا نظم ونسق چلا سکے۔ اس پر مستزاد یہ کہ ایک نسل قبل انتہائی فخر کے ساتھ سمندروں پر حکمرانی کرنے والا برطانیہ اپنے خلاف، روز بروز نمو پاتی مزاحمت سے مقابلہ کرتے کرتے تھک چکا تھا۔ ایک سامراجی ریاست ہونے کے ناطے امریکی اعصاب برطانیہ کی نسبت زیادہ شکست وریخت کا شکار ہیں۔ برطانیہ کی خود اعتمادی اپنی شہنشاہی کے دور میں کبھی بھی اس قدر کم نہیں ہوئی تھی۔

آج امریکہ کی اس عالمی قیادت سے دست برداری کی طرف سفر کی شروعات اس کی عملی ضرورت ہے جسے اس کے عاقبت نا اندیش منصوبہ ساز کسی حد تک سمجھ گئے ہیں مگر مسئلہ یہ ہے کہ ان کو سمجھ اس وقت آئی ہے جب چڑیاں کھیت کو چگ گئی ہیں۔

دوسری جنگ عظیم کے بعد کے برطانیہ کی طرح آج امریکہ کے پاس بھی اپنی شہنشاہت قائم رکھنے کے لیے مزید مالی وسائل موجود نہیں ہیں اور اس بدمست ہاتھی کا برطانیہ اور روس کی طرح ''کھاجا'' کم ہوتا جا رہا ہے، کتنے سو امریکی مالیاتی ادارے ہیں جو طالبان کی جہادی ضربوں کے بالواسطہ اثرات کی وجہ سے دیوالیہ ہوگئے ہیں اور آج کے ''ترقی یافتہ'' امریکہ کے اندر کتنے لاکھ افراد ایسے ہیں جن کے پاس نہ تو اپنے گھر ہیں اور نہ وہ کرائے کے گھروں کا خرچہ پورا کر سکتے ہیں اور ٹینٹوں میں ''IDPs'' کی طرح زندگی کاٹنے پر مجبور ہیں۔

جس طرح دوسری جنگ عظیم کو برطانوی سلطنت کے اختتام کی حیثیت سے جانا جاتا ہے بالکل اسی طرح مستقبل کا مورخ، افغانستان اور اس کے بعد دوسرے مسلم خطوں میں مسلط کی جانے والی جنگوں کی بدولت پیدا ہونے والے، ۲۰۰۸ء کے اقتصادی بحران کو امریکی سلطنت کا اختتام لکھے گا۔ ان شاء اللہ۔

آج امریکہ اس دیو قامت سے کہیں زیادہ چھوٹا ہے جو ۱۹۸۹ء میں اپنے توسیع پسندانہ استعماری منصوبوں کے ساتھ دنیا پر سوار ہوتا دکھائی دیتا تھا کیوں کہ اس دور میں ''تاریخ کے اختتام'' (End of the

جس طرح دوسری جنگ عظیم کو برطانوی سلطنت کے اختتام کی حیثیت سے جانا جاتا ہے بالکل اسی طرح مستقبل کا مورخ، افغانستان اور اس کے بعد دوسرے مسلم خطوں میں مسلط کی جانے والی جنگوں کی بدولت پیدا ہونے والے، ۲۰۰۸ء کے اقتصادی بحران کو امریکی سلطنت کا اختتام لکھے گا۔ ان شاء اللہ۔ آج امریکہ اس دیو قامت سے کہیں زیادہ چھوٹا ہے جو ۱۹۸۹ء میں اپنے توسیع پسندانہ استعماری منصوبوں کے ساتھ دنیا پر سوار ہوتا دکھائی دیتا تھا کیوں کہ اس دور میں ''تاریخ کے اختتام'' (End of the History) جیسی باتیں کسی حد تک ظاہر بین نگاہ رکھنے والوں کے لیے متاثر کن تھیں مگر اہل بصیرت جانتے تھے کہ یہی رعونت اور کبر طاقت وروں کے زوال کی نوید ہوتا ہے۔

History) جیسی باتیں کسی حد تک ظاہر بین نگاہ رکھنے والوں کے لیے متاثر کن تھیں مگر اہل بصیرت جانتے تھے کہ یہی رعونت اور کبر طاقت وروں کے زوال کی نوید ہوتا ہے۔

جارج واشنگٹن کی نصیحت ''بیرونی پیچیدگیوں سے بچو''، جو امریکی دانش وروں کے نزدیک بھی تاریخ کے بدنام اور جھوٹے اقتباسات میں سے رہا ہے، شاید آج کے امریکی اربابِ حل وعقد کو کچھ کچھ سمجھ آنا شروع ہو گئی ہے۔

ویتنام کی جنگ نے امریکیوں کو یہ سبق سکھا دیا تھا کہ ان کی طاقت محدود ہے مگر امریکہ اسے ماننے کو تیار نہیں تھا اب ''دہشت گردی کے خلاف جنگ'' کے یہ گیارہ سال امریکہ کو ''تاریخ کے اختتام'' سے اوبامہ کے اس ڈھیلے ڈھالے اور بے جان اعلان کی طرف لے جا چکے ہیں جس میں امریکی اختیارات اور قوت کی حدود بیان کی گئی ہیں۔ اقتصادی بحران اور قرضوں کے بحران نے بالآخر امریکی رویے کو شکست سے دوچار کر دیا ہے۔ امریکی معیشت کے اب پھر سے ماضی کی طرح اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے امکانات معدوم ہی نظر آ رہے ہیں، اور بالفرضِ محال ایسا ہو بھی جاتا ہے، جو ان شاء اللہ نہیں ہوگا، تو بھی امریکہ دوسرے ملکوں میں مداخلت کی کوئی مکمل نئی مہم جوئی نہیں کرے گا۔

یہ ہے امریکہ کی اقوامِ عالم پر اپنی چودھراہٹ قائم رکھنے کی کوشش کی ناکامی کی ایک ہلکی سی تصویر۔ دنیا اس منظرنامے کی جو مرضی توجیہ کرے مگر حقیقت وہی ہے کہ اللہ تبارک وتعالی کی ذاتِ پاک، امریکہ پر غضب ناک ہوئی اور اس ذات نے اپنے نیک اور برگزیدہ بندوں کے ہاتھوں اس پر عذاب کا کوڑا برسا دیا۔ جہاد کی مشروعیت کے اسباب میں سے ایک سبب علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ مجرمین کو سزا دیتا ہے (تفسیر عثمانی، ص ۶۵۰) آج طالبان کے ہاتھوں، امت مسلمہ کی اخلاق واقدار کی دشمن مغربی ''تہذیب'' (جو اصلا تعذیب ہے) کا علمبردار اور عالمی نمبرداری کے زعم میں مبتلا امریکہ افغانستان کے طول و عرض میں شکست اور ہزیمت کے زخم چاٹ رہا ہے۔

☆☆☆

بقیہ از......کابل اپریشن ایک نگاہ میں

کابل اپریشن نے پھر امریکن چوپایوں کو لال چراغ دکھایا کہ ہمارے یہاں ہر قدم پر چناؤ ہے اور، ہر راؤنڈ پر ڈانٹ ڈپٹ دینا اور حساب لینا پڑتا ہے............

کیونکہ ڈانسروں کی رقاصی اور فحاشی پھیلانے کیلئے یہ زمین ناہموار ہے۔ یہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قبروں کی طرح مقدس مکانات میں قریب کے قریب فحاشی کی گنجائش دکھائی نہیں دیتی، پھوہڑ درندے پیالہ پیالے کے ساتھ نہیں ٹکرا سکتے ہیں۔

یہ افغانستان کی سرزمین آمریکن گس پوشی ''قست پوشی'' کے ہاتھ پیاس بجھانے والی نہیں، صحابہ کرام کے ہاتھ آزادی لیکر درندوں کے پھیپھڑے نکالنے کے لئے شیروں کا شانہ بنا ہوا ہے۔

کونسی جنگ؟

مختصراً ایک بات کی طرف اشارہ کر کے چلوں کہ ایک مسلمان سیاستدان نے لندن میں ایک جلسہ سے کہا افغانستان میں جاری لڑائی طاقت اور اور دلیل کے درمیاں جنگ ہے............لیکن ایسا ہرگز نہیں ....ہم کہتے ہیں ....کہ ایمان اور طغیان کے درمیان یہ لڑائی شروع ہوئی ہے اور تب تک جاری رہے گی کہ طغیان پر نوح علیہ السلام کے طوفان کی طرح بگولا مٹ جانے کے لئے آتا ہے، اور یہ بالکل قریب ہی ہے۔

فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمدلله رب العلمین

☆......☆......☆

بے حسی یا بے ضمیری

محمود ریحان

مسلمان دنیا کی سب سے بڑی طاقت ہے۔ مثلاً آپ آبادی میں دیکھیں اس وقت دنیا کے 61 مسلم مما لک میں ایک ارب 40 کروڑ 31 لاکھ 51 ہزار مسلمان آباد ہیں۔ یہ دنیا کی سب سے بڑی اکثریت ہے مسلمان مما لک میں شرح پیدائش 3 فیصد ہے جو دنیا میں سب سے زیادہ ہے کرہ ارض پر مسلمانوں کے پاس 3 کروڑ 48 لاکھ 19 ہزار 7 سو 90 مربع کلومیٹر رقبہ ہے۔ اگر آپ جغرافیہ کے لحاظ سے دیکھیں تو دنیا کی عیسائی آبادی یورپ، امریکا، اسٹریلیا کے براعظموں تک محدود ہے۔ بدھ مت مشرقی بعید میں جمع ہیں۔ لیکن مسلمان ساتوں براعظموں پر پھیلے ہوئے ہیں۔

دنیا کے اکثر بڑی آبی گزرگاہیں مسلم دنیا سے ہو کر گزرتی ہیں۔ دنیا کے مختلف مما لک کو ملانے والے تمام زمینی راستوں میں مسلم مما لک آتے ہیں۔ دنیا کی تمام بڑی ہوائی شاہراہیں یعنی ائیر روٹس مسلم مما لک کے اوپر سے گزرتی ہیں۔ آپ یورپ آنا چاہتے ہیں، مشرق بعید سے یورپ یا امریکا جانا چاہتے ہے آپ کسی نہ کسی مسلم مما لک کے اوپر سے گزرنا پڑے گا۔

وسائل کے حوالے سے دیکھیں دنیا کی ساری انڈسٹریز کو ایندھن چاہیے دنیا کا سارا نظام بجلی کا محتاج ہے اور بجلی تیل سے بنتی ہے۔ دنیا کا ستر فیصد تیل مسلمانوں کے پاس ہے۔ دنیا کا 65 فیصد زرعی زمین مسلمانوں کے پاس ہے۔ دنیا کا بہترین نہری نظام مسلمانوں کے پاس ہے۔ دنیا میں سونے کے سب سے بڑے ذخائر مسلمانوں کے پاس ہیں اور ان کے علاوہ تانبے، لوہے، کوئلے کے سب سے بڑی کانیں مسلم مما لک میں ہیں۔

ایک محتاط اندازے کے مطابق مسلم مما لک کی کل فوج کی تعداد 66 لاکھ 76 ہزار 5 سو 60 بنتی ہے۔ اور یہ مذکورہ مما لک ہر سال دفاعی بجٹ پر تقریباً 76 ارب 9 سو 50 ملین ڈالر خرچ کرتے ہیں جو دنیا کے کل دفاعی بجٹ کا ایک چوتھائی حصہ ہے۔ اسلحہ کی خرید میں صف اول والے بھی مسلم مما لک ہیں۔ آپ اس سے اندازہ لگائیں کہ سیرالیون کی فوجی تعداد 3 ہزار اور دفاعی بجٹ 11 ملین ڈالر ہے۔ ذہنی، مذہبی نظریاتی طور پر مسلمان اپنے کو مسلمان پہلے، عراقی، عربی بعد میں تصور کرتے ہیں۔ افریقی سیاہ فام ہو یا البانیہ کا سفید چمڑی پوری ملت کو اپنی ملت اور پوری مسلم دنیا کو اپنا ملک سمجھتی ہے۔ مگر امریکی عیسائی برطانوی عیسائی سے مختلف ہے۔ جرمنی میں رہنے والے عیسائی اپنے آپ کو تمام عیسائیوں میں افضل اور اکمل گردانتے ہیں۔ اسرائیل میں رہائش پذیر یہودی اپنے آپ کو دوسرے مما لک کے یہودیوں سے علیحدہ تصور کرتے ہیں۔ برطانیہ کی فوج برطانوی اور فرانس کی فوج فرانسیسی آرمی کہلائے گی۔ مگر اس کے برعکس مسلمانوں کا مذہب بھی ایک، نظریات بھی ایک ہوتے ہے۔ اسلام اور دوسرے مذاہب میں یہ ایک بنیادی فرق ہے۔

اس تحقیق اور اعداد و شمار سے اگر آپ ہٹ کر دیکھیں گے۔ تو آپ

تو یہ ہے کہ خواہشات کی پیروی نے ہمیں ایمانی آنکھوں سے محروم کر دیا۔ نہ ہماری تہذیب رہی نہ ہماری مذہبی نقطہ نظر کہ ہم خواہشات اور حواس کے غلام بن گئے۔ پتہ نہیں اِس کو ہم کیا نام دیں بے حسی یا بے ضمیری ؟۔

کو یہ جان کر نہایت حیرانگی ہوگی کہ دنیا کا ساٹھ فیصد تیل عربوں کے قبضے میں ہے۔ ماہرین کہتے ہیں تیل کے معلوم ذخائر کی میعاد باقی دنیا میں 25 سال جبکہ عربی تیل کی زندگی سو سال ہے۔ ہر روز ہرمز کی آبی گزرگاہ اور خلیج فارس سے ایک کروڑ 60 لاکھ بیرل تیل یورپ جاتا ہے۔ جس میں سے 40 فیصد عرب برآمد کرتے ہیں۔ اس ضمن میں صرف پیرس کی مثال کافی ہوگی۔ پیرس کی سڑک سانزے لیزے دنیا کی مہنگی ترین شاہراہ سمجھی جاتی ہے۔ یہ سڑک بنیادی طور پر ایک کھلا بازار ہے۔ سڑک کے دونوں کناروں پر بڑی دکانیں اور شاپنگ سینٹرز ہیں۔ اس سڑک کے 90 فیصد عمارتیں عربوں کی ملکیت ہیں۔ اس کے علاوہ پیرس کے مضافات میں ہزاروں ایکڑ اراضی پر عربوں کے محلات اور فارم ایریا ہیں۔ فوجی تعداد ہو یا مالی وسائل الحمدللہ مسلمان اور مسلم ممالک ہر ایک میں خود کفیل ہیں۔

لیکن مسلم دنیا کا یہی ایک بڑا مسئلہ ہے۔ کہ یہ دنیا کے ایک تہائی رقبے کے وسائل اور آبادی کے باوجود ایک نہیں ہیں۔ دنیا کی سب سے بڑی فوج رکھنے کے باوجود مغلوب ہیں۔ اس کے برعکس عیسائی اپنے مفادات میں ایک ہیں۔ مسلمانوں کے خلاف سیسہ پلائی دیوار ہیں وہ چاہتے ہیں تو کسی لمبی چوڑی فوج کشی کے بغیر انڈونیشیاء سے مشرقی تیمور چھین لے جاتے ہیں یا عراق پر جوہری اسلحہ کا غلط لیبل لگا کر راتوں رات جیتی جاگتی بستیوں کو موت کی آغوش میں دھکیل دیتے ہیں۔

آپ دنیا کا تیل بند کر دیں تو تمام بڑی طاقتوں کو دن میں تارے نظر آ جائیں، آپ مسلم دنیا کے معدنیات کو مسلم دنیا تک محدود کر دیں یا اپنے سرمایہ اپنے ممالک میں استعمال کریں۔ اگر امریکی اور یورپی کمپنیاں دیوالیہ ہو جائیں، اسرائیل فلسطینی قیادت کو شہید کر دیتا ہے۔ عراق پر حملہ کر کے دو کروڑ آبادی کو تہس نہس کر دیتا ہے۔ ملائشیا اور انڈونیشیا کی معاشی نس بندی کر دیتا ہے۔ ہر سفید ٹوپی اور داڑھی رکھنے والوں کو دہشت گرد کہتا ہے۔ آج حال یہ ہے۔ کہ امریکا افغانستان پر حملہ کرے تو اس کے جنگی طیارے 22 مسلمان ریاستوں کی فضائی حدود سے گزر کر کابل تک پہنچتے ہیں اسے دفاعی مدد ملتی ہے۔ زمینی ٹھکانے مہیا ہوتے ہیں۔ 13 اسلامی ممالک امریکہ کے کندھے سے کندھا ملائے ہوئے ہیں۔ وہ عراق پر حملہ کرتا ہے۔ تو اس کے طیارے پورے عالم اسلام کے اوپر سے گزر کر آتے ہیں۔ اسے زمینی ٹھکانے مہیا کرتے ہیں۔ اس وقت چھ مسلم ممالک امریکا کے دست نگر ہیں ان چھ ممالک کے بندرگاہوں پر امریکی نیوی کے جہاز کھڑے ہیں۔ جبکہ اِن ممالک کے حساس مقامات امریکی فوجیوں کی قبضہ میں ہیں۔ سعودی عرب کا بجٹ پچھلے کئی سالوں سے مسلسل خسارے میں جا رہا ہے۔ ہر سال 144 ارب ریال خسارے برداشت کرنا پڑ رہا ہے۔ اور تو اور گیارہ ستمبر کا واقعہ ہوا امریکا نے عرب نوجوانوں کو اس واقعہ کا ذمہ دار قرار دیا افغانستان پر حملہ ہوا تو امریکا میں آہستہ آہستہ مسلمانوں سے معاوضہ لینے کی آوازیں اٹھنے لگیں۔ اِن آوازوں نے دم تب بھرا جب ورلڈ ٹریڈ سینٹر کے مرحومین کے چند لواحقین نے عدالت میں ایک ہزار ارب ڈالر ہرجانے کا دعوی دائر کر دیا اِن کا کہنا تھا امریکی حکومت رقم سعودی عرب سے وصول کرے۔ کہاں گئی ہماری مذہبی حمیت اور کہاں کھو دیا ہم نے اپنے مسلمانی شعار کو ؟ ؟ ؟

سچ تو یہ ہے کہ خواہشات کی پیروی نے ہمیں ایمانی آنکھوں سے محروم کر دیا۔ نہ ہماری تہذیب رہی نہ ہماری مذہبی نقطہ نظر کہ ہم خواہشات اور حواس کے غلام بن گئے۔ پتہ نہیں اِس کو ہم کیا نام دیں بے حسی یا بے ضمیری ؟۔

رجب میں ہونے والے دشمن اور مجاہدین کے مالی اور جانی نقصانات

شمارہ	صوبے	کارروائیوں کی تعداد	فدائی حملے	دشمن کے جانی اور مالی نقصانات: صلیبیوں کی اموات	زخمی صلیبی	ایجنٹوں کا قتل	ایجنٹوں کا زخمی ہونا	فوجی گاڑیوں اور ٹینکوں کی تباہی	مجاہدین کے جانی اور مالی نقصانات: مجاہدین کی شہادتیں	زخمی مجاہدین	گاڑیوں کی تباہی
-1	قندہار	255	4	273	124	403	196	126	27	3	2
-2	ہلمند	255		264	216	269	150	128	26	12	
-3	غزنی	106		171	56	120	71	84	6	10	
-4	خوست	42	2	46	18	67	20	185	13	2	
-5	نورستان	15				11	12	1	1		
-6	میدان وردگ	146		169	35	259	92	81	3	2	
-7	کونڑ	88		39	11	50	38	18	3	4	
-8	پکتیکا	76		79	7	137	35	33	2	4	
-9	زابل	197		73	5	196	33	109	3	2	
-10	لوگر	136		72	98	100	141	44	13	9	
-11	کاپیسا	30	1	15	7	52	42	4			
-12	ارزگان	75		11	1	158	37	20	13	1	
-13	پکتیا	105		22	20	102	90	43	10	4	
-14	فراہ	37		24	13	77	31	38		1	
-15	کابل	13				16	16	6			
-16	ننگرہار	64	2	46	24	114	97	26	4		1
-17	لغمان	58		28	9	65	61	16	3	2	
-18	ہرات	45		10	7	59	47	22			
-19	نیمروز	44				79	24	18	2		
-20	بادغیس	30		19	7	61	18	12	1	4	
-21	قندوز	22		1		35	22	5	2	3	
-22	بغلان	15		3		21	15	13			
-23	فاریاب	12		2	2	41	12	5	1	1	
-24	غور	6				18	20	5	1	4	
-25	پروان	46		12		57	17	32	3	1	
-26	تخار	2					3	1			
-27	سمنگان	3		1	2	11	7	2	4	1	
-28	بدخشان	4				26		6	1		
-29	بامیان	4				14	6	2			
-30	بلخ	18		4		25	17	8			
-31	جوزجان	7				10	1				
-32	دای کنڈی										
-33	سرپل	10				34	6	1	1	2	
-34	پنج شیر	2						2			
	مجموعہ	1968	9	1384	662	2687	1377	1096	143	72	3

دشمن کے گرائے جانے والے طیارے: ایک ہیلی کاپٹر اور ایک ڈرون طیارہ ہلمند میں۔ غزنی میں ایک ہیلی کاپٹر۔ ایک ہیلی کاپٹر پکتیکا میں۔ میدان وردگ میں ایک ہیلی کاپٹر۔ کونڑ میں ایک ڈرون طیارہ۔ پکتیا میں دو ڈرون طیارے۔ خوست میں ایک ہیلی کاپٹر۔

فرمان امیرالمؤمنین

ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ

بیرونی غاصبوں کے نام

تمہارے لئے اس بے فائدہ جنگ اور خون خرابے سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ تم جلد از جلد اس جنگ کو روک لو کیونکہ اگر یہ لڑائی طول پکڑتی ہے تو تمہاری فوجی ہلاکتوں میں روز بروز اضافہ ہوتا جائے گا اور اس کا نتیجہ سوائے جانی اور مالی نقصان کے اور کچھ بھی نہ نکلے گا۔

تمہیں یہ بات جان لینی چاہئے کہ یہ ملک افغانوں کا ہے اور افغانی قوم اپنی سرزمین کو غیروں کے ہاتھ میں نہیں دیکھ سکتی۔ ۔چاہے غاصب قوتیں کتنا ہی عرصہ یہاں رہیں افغان قوم ان کے ساتھ اپنا جہاد جاری رکھتی ہے۔اس بات کے لئے اگر تم تاریخ کے جھروکوں میں جھانک کر دیکھنے کی زحمت گوارا کرلو تو تمہیں بہت کچھ سیکھنے کو مل جائے گا۔

لہٰذا بہتر یہی ہے کہ تم لڑائی کی اس جلتی ہوئی آگ پر پانی ڈال دو اور اس سرزمین کو خالی کر کے اپنے اپنے دیس چلے جاؤ کہ تم ہی لڑائی اور جھگڑے کے اصل سبب اور باعث ہو۔

SHARIAT

Monthly Islamic Magazine

1st Year **July 2012**

گلی ہم نے کہی تھی تم تو دنیا چھوڑ جاتے ہو